وَابتَغُوا اِلَیہِ الوَسِیلَةَ

اور اس (رب) کی طرف وسیلہ ڈھونڈو

رحمت خدا

بوسیلۂ اولیاء اللہ

مؤلفہ

حکیم الامت شیخ التفسیر مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی من کان نبیاً و ادم بین المآء والطین خاتم النبیین قائد الغر المحجلین وسیلتنا فی الدارین الی اللہ رب العلمین سیدنا ومولانا محمد والہ الطیبین واصحابہ الطاھرین۔

جس پرآشوب زمانہ سے ہم گزرر ہے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی فتنوں اور آفتوں کا زمانہ ہے۔آج بہت خوش نصیب وہ شخص ہے جس کا ایمان موجودہ ہواؤں سے بچ جائے۔ بدمذہبی اور بے دینی کی ایسی تیز آندھیاں چل رہی ہیں جن سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان خطرے میں ہے۔اگرچہ اسلام میں نئے نئے فرقے پہلے بھی پیدا ہوتے رہے لیکن جو بیماری آج ہے وہ اس سے پہلے کے مسلمانوں میں سنتے ہی میں نہ آئی تھی۔آج ہر جاہل قرآن شریف کا مفسر بن گیا اور ہر بیہودہ آدمی بندگان دین اور ائمہ مجتہدین پر بکواس کررہا ہے۔

اسلام کے ایسے مسلمہ مسائل جن کے متعلق کبھی گمان بھی نہ ہوسکتا تھا کہ کوئی کلمہ پڑھنے والا ان کا انکار کرے گا۔آج ان مسلم الثبوت مسائل کے منکر پیدا ہوگئے۔انہی مسائل میں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے اور مخلص بندوں کا وسیلہ ہے۔ ہرزمانہ میں ہر شخص وسیلہ کا قائل اور معتقد رہا۔مگر آج وسیلہ کے منکر ہوگئے ہیں جو دنیاوی مصیبتوں اور آلام میں حاکموں اور حکیموں کے پاس بھاگے اور مارے مارے پھریں مگر انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے وسیلہ پکڑنے والوں کو مشرک ومرتد کہتے ہیں۔ ذرا خوف نہیں کرتے۔خدائے تعالیٰ کا غضب جس شخص جس قوم پر ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ وسیلہ سے محروم کردیتا ہے۔

اور جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے انہیں اس کے پیاروں کا وسیلہ نصیب ہوتا ہے خوش نصیب بندہ اپنے گناہوں پر گریہ زاری کرتا ہے۔اور بزرگوں کے وسیلہ سے گناہوں کے میل کو دل سے دھوتا ہے لیکن بدنصیب انسان اللہ کے پاک بندوں میں عیب نکالتا ہے۔اور ان سے دور رہ کر رب کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو قرب الٰہی کا وسیلہ جان کر ان کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ وہ مقبول بارگاہ ہے شیطان نے بے وسیلہ والی لاکھوں عبادتیں کیں مگر حضرت آدم علیہ السلام کا وسیلہ نہ بنایا اور مردود بارگاہ الٰہی ہوا۔مولانا فرماتے ہیں۔مثنوی۔

چوں خدا خواہد کہ راز کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں نہد
چوں خدا خواہد کہ ما یاری کند میل مارا جانب زاری کند

بے شک خدا تعالیٰ جب کسی کی پردہ دری اور رسوا کرنا چاہتا ہے تو اس کی طبیعت میں پاک لوگوں کی طعنہ زنی میں رغبت پیدا کردیتا ہے اور جب خدا تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرتا ہے تو گریہ وزاری کی طرف طبیعت کو مائل کردیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے قائل کفار بھی ہیں۔ جانور اور بے جان لکڑیاں بھی مقبولان بارگاہ کو وسیلہ پکڑتے رہے ہیں۔قرآن کریم فرمارہا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم پر غرق ہونے سے پہلے جوں اور مینڈک وغیرہ کے بہت سے عذاب آئے۔مگر جب عذاب آتا تھا تو وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک و لنرسلن معک بنی اسرائیل اے موسیٰ علیہ السلام اگر آپ نے یہ عذاب ہم سے دور کردیا تو ہم آپ پر ضرور ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے حوالے کردیں گے مگر جب پھر ان کی دعا سے عذاب دور ہوجاتے ایمان نہ لاتے تھے۔ جب رب کو فرعونیوں کا ہلاک کرنا منظور ہوا تو موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچنے دیا بلکہ دریائے قلزم سے پہلے تو موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو صحیح وسالم نکال دیا۔اور پھر فرعون کو دریا میں پھنسا دیا اور بولا۔امنت برب موسیٰ وھارون میں موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لاتا ہوں جو بکمہ دسیئہ

درمیان میں نہ تھا ایمان قبول نہ ہوا۔ اور ڈوب گیا۔

کفار مکہ بھی ہر مصیبت یعنی قحط سالی وغیرہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر دعا کراتے تھے اونٹوں چڑیوں اور ہرنیوں نے مصیبت میں حضور ﷺ سے فریادیں کیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد

اسی در پہ شتران ناشاد گلہ رنج وعنا کرتے ہیں

بے جان کنکروں لکڑیوں نے حضور ﷺ ہی کا وسیلہ اختیار کیا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

نطق آب ونطق خاک ونطق گل ہست محسوس حواس اہل دل

فلسفی کو منکر حنانہ است از حواس اولیا بیگانہ است

اگر یہ واقعات تفصیل وار دیکھنا ہوں تو ہماری تصنیفات کا مطالعہ کرو خصوصاً سلطنت مصطفیٰ دیکھو۔

غرضیکہ پاک بندوں کا وسیلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی کفار اور بے عقل مخلوق بھی قائل ہے مگر افسوس کہ ایسے ظاہر مسئلہ کے اب منکر ہوئے تو کون جانور نہیں رام لعل دوار کا پرشاد کافر نہیں بے علم مسلمان نہیں۔ بلکہ کلمہ پڑھنے والے فاضل دیوبند کہلانے والے۔ اسلام کے ٹھیکہ دار بننے والے دیوبندی وہابی اور مولوی نے فقط انکار ہی نہیں کیا بلکہ ایسی ضد پر آئے کہ ان کے تمام وعظ جلسے مجلسیں اسی لئے اسی لئے وقف ہوگئیں۔ وسیلہ کے قائل مسلمانوں پر شرک وکفر اور طغیان کے فتوے لگنے لگے۔ بتوں کی آیات پیغمبروں پر اور کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور مخلص بندوں کی شان میں ایسی گستاخیاں کرنے لگے۔ کہ کبھی کفار کو بھی ایسی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ بعض سادہ لوح مسلمان ان کے جبہ ودستار دیکھ کر ان کے جال میں پھنس گئے۔ اور یہ بیماری متعدی مرض کی طرح روز بروز بڑھنے لگی۔

اس لئے میں نے سوچا کہ اگر میں اس وقت خاموش رہوں تو میرا وجود کس کام آئے گا۔ میں نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کے دروازے کے ٹکڑے کھائے ہیں ان کے نام پر پلا ہوں۔ اگر ان کے دین پر آنچ آتی دیکھوں اور حرکت نہ کروں تو ضرور میری پکڑ ہوگی۔ محافظ کتے کا فرض ہے کہ جب مالک کے گھر چور آتے دیکھے تو کم از کم چیخ وپکار کر کے چوروں کو بھگا دے۔ میرے پاس صرف چوب قلم ہے اللہ کے نام پر یہ رسالہ لکھا اس رسالے کا بھی وہی طریقہ ہوگا جو "جاء الحق" اور "سلطنت مصطفیٰ" کا ہے یعنی وسیلہ کا مسئلہ دو بابوں میں بیان ہوگا پہلے باب میں وسیلہ بزرگان کا ثبوت قرآنی آیات احادیث نبوی بزرگوں کے اقوال اور خود مخالفین کی تحریروں سے۔ دوسرے باب میں مخالفین کے اعتراضات مع جوابات کے اس رسالہ کا نام رحمت خدا بوسیلہ اولیاء لکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ سے قبول فرما کر صدقہ جاریہ بنائے اسے میرے گناہ کا کفارہ فرمائے جو مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں میں وہ میرے لئے دعا کریں کہ رب تعالیٰ مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب کرے اور میرے گناہوں کے سیاہ دفتروں کو اپنی رحمت اور مغفرت کے پانی سے دھو دے کہ اسی امید پر میں نے یہ محنت کی ہے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد واله واصحابه اجمعين۔ امين امين يا رب العالمين ويا اكرم الاكرمين۔

ناچیز

احمد یار خاں نعیمی اشرفی

بانی: مدرسہ غوثیہ گجرات (پاکستان)

یکم ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۷۱ھ روز ایمان افروز طغیان سوز دوشنبہ مبارکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے خواہ زندہ ہوں یا وفات یافتہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مسلمانوں کا وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ ان کی ذات وسیلہ ان کا نام وسیلہ ان کی چیزیں وسیلہ جس چیز کو ان کے نسبت ہو جائے وہ وسیلہ ہے مگر فی زمانہ وہابی دیوبندی میں عرض کرتے ہیں پہلے باب میں اس کا ثبوت اور دوسرے باب میں اس پر اعتراض و جواب۔

پہلا باب

وسیلہ کے ثبوت میں

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ان کی ذات۔ ان کا نام۔ ان کے تبرکات مخلوق کا وسیلہ ہیں اس کا ثبوت قرآنی آیات۔ احادیث نبویہ۔ اقوال بزرگان اجماع امت اور دلائل عقلیہ بلکہ خود مخالفین کے اقوال سے ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جآءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيما۔
(سورہ نساء پارہ ۵ آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ: اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے آستانہ پر آجاویں اور اللہ سے معافی چاہیں اور آپ بھی یارسول اللہ ان کی سفارش کریں۔ تو بے شک یہ لوگ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر مجرم کے لئے ہر وقت تا قیامت وسیلہ مغفرت ہیں۔ ظلموا میں کوئی قید نہیں۔ اور اذن عام ہے۔ یعنی ہر قسم کا مجرم ہمیشہ آپ کے پاس حاضر ہو۔

حاشیہ......☆

علامہ اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں۔

یرشد تعالی العصاة والمذنبین اذا وقع منهم الخطا والعصیان ان یاتوا الی الرسول ﷺ فیستغفروا الله عنده ویسالوه ان یغفر لهم فانهم اذا فعلوا ذلك تاب الله علیهم ورحمهم وغفرلهم ولهذا قال ﴿لوجدوا الله توابا رحیما﴾ وقد ذکر جماعة منهم الشیخ ابو منصور الصباغ فی کتابه الشامل الحکایة المشهورة عن العتبی قال کنت جالسا عند قبر النبی ﷺ فجاء اعرابی فقال السلام علیك یارسول الله سمعت الله یقول ﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جآءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما﴾ وقد جئتك مستغفراً لذنبی مستشفعا بك الی ربی۔ ثم انشا یقول:

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه
فیه العفاف وفیه الجود والکرم

ثم انصرف الاعرابی فغلبتنی عینی فرایت النبی ﷺ فی النوم فقال یا عتبی الحق الاعرابی فبشره ان الله قد غفر له۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔
(پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۵)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اعمال کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا وسیلہ ڈھونڈنا ضروری ہے۔ کیونکہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آگئے اور اس کے بعد وسیلہ کا حکم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ وسیلہ اعمال کے علاوہ ہے۔☆

حاشیہ......☆

ترجمہ: (اس آیت کریمہ میں) اللہ تعالیٰ عاصیوں اور خطا کاروں کو ارشاد فرماتا ہے کہ جب ان سے خطاو گناہ سرزد ہو جائیں تو انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر خدا تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیے اور خود رسول اللہ ﷺ سے بھی عرض کرنا چاہئے کہ آپ ﷺ ہمارے لئے دعا فرمائیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع کرے گا انہیں بخش دے گا اور ان پر رحم فرمائے گا۔ اسی لئے فرمایا گیا **لوجدوا اللہ توابا رحیما** (تو وہ اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے) یہ روایت بہت سوں نے بیان کی ہے جن میں سے ابومنصور صباغ نے اپنی کتاب الحکایات المشہورہ میں لکھا ہے کہ عتبی کا بیان ہے کہ میں حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے اور (اے حبیب) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہوئے اور آپ کو اپنے رب کے سامنے اپنا سفارشی بناتے ہوئے حاضر ہوا ہوں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اے مدفون لوگوں میں سب سے بہتر ہستی جس کی وجہ سے میدان اور ٹیلے اچھے ہو گئے میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپ ﷺ رونق افروز ہیں جس میں عفاف و بخشش اور جود و کرم ہے۔

پھر اعرابی تو لوٹ گیا اور مجھے نیند آگئی میں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ مجھ سے فرمارہے تھے عتبی اعرابی حق ہے پس تو جا اور اسے خوشخبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔
(تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۱۹۔۵۲۰ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

☆امام ابوبکر بن حسین بیہقی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں۔

قال فی محکم کتابہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد جئتک بابی انت وامی مثقلا بالذنوب والخطایا استشفع بک علی ربک ان یغفرلی ذنوبی وان تشفع......

(شعب الایمان ج ۳ ص ۴۹۵۔۴۹۶ رقم الحدیث ۴۱۷۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (المغنی لابن قدامہ ج ۳ ص ۲۹۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت) (کتاب الاذکار للنووی ص ۹۲۔۹۳ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر)، (امتاع الاسماع للمقریزی ج ۱۴ ص ۶۱۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (المواھب اللدنیہ ج ۴ ص ۵۸۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (زرقانی علی المواھب ج ۱۲ ص ۱۹۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۵ ص ۲۶۵۔۲۶۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما متوفی ۶۸ھ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(وکانو من قبل) من قبل محمد ﷺ والقرآن (یستفتحون) یستنصرون بمحمد والقرآن (علی الذین کفروا) من عدوھم اسد وغطفان ومزینۃ وجھینۃ (فلما جاء ھم ما عرفوا) صفتہ ونعتہ فی کتابھم (کفروا بہ) جحدوا بہ (فلعنۃ اللہ) سخط اللہ وعذابہ (علی الکافرین) علی الیھود۔

ترجمہ: (یہود) حضرت محمد ﷺ اور قرآن کے نزول سے قبل اپنے دشمنوں اسد غطفان مزینہ اور جھینہ کے قبائل کے خلاف اللہ

حاشیہ......☆

عزوجل سے حضور نبی اکرم ﷺ اور قرآن کے توسل سے حصول فتح کے لیے دعائیں کرتے تھے۔لیکن جب وہ ہستی جس کی صفات وخصوصیات کو وہ اپنی کتابوں میں پہچان چکے تھے تشریف لے آئی تو اس کا انکار کر دیا۔پس (اس کفر کی وجہ سے) کافر یہود پر اللہ کا عذاب اور لعنت ہو۔
(تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ص ۱۳ مطبوعہ مصر)

امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں۔

ان یهود کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول الله ﷺ قبل مبعثه فلما بعثهالله من العرب کفروا به وجحدوا ما کانوا یقولون فیه فقال لهم معاذ بن جبل وبشر بن البراء بن معرور اخو بنی سلمة یا معشر یهود! اتقوا الله واسلموا فقد کنتم تستفتحون علینا بمحمد ﷺ ونحن اهل شرك وتخبروننا انه مبعوث وتصفونه لنا بصفته۔

ترجمہ: یہود حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل قبیلہ اوس اور خزرج پر فتح حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ کے توسل سے دعائیں کرتے تھے۔جب اللہ عزوجل نے عربوں میں سے آپ ﷺ کو بعثت عطا فرمائی تو انہوں نے (حسداً) آپ ﷺ کا انکار کر دیا اور اس بات سے مکر گئے جس کا وہ خود اقرار کیا کرتے تھے۔ان یہودیوں سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور بنو سلمہ کے بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے طبقہ یہود اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو جب تم ہم پر فتحیابی کے لیے محمد ﷺ کے توسل سے دعائیں کرتے تھے حالانکہ اس وقت ہم مشرک تھے اور تم ہمیں بتاتے تھے کہ وہ نبی عنقریب مبعوث ہوگا اور تم ہمیں اس کی صفات بیان کرتے تھے۔
(جامع البیان فی تفسیر القرآن ج۱ ص ۳۲۵ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)،(کتاب الشریعۃ للآجری ص ۴۴۶ مطبوعہ لاہور)،(الجامع لاحکام القرآن ج۲ ص ۲۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)،(مدارک التنزیل تفسیر نسفی ج۱ ص ۶۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)،(الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج۱ ص ۲۱۷ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)،(الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل ج۱ ص ۱۶۴ مطبوعہ قاہرہ مصر)،(تفسیر السراج المنیر ج۱ ص ۷۶)،(تفسیر ابن کثیر ج۱ ص ۱۲۵ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)،(تفسیر روح البیان ج۱ ص ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

امام ابو منصور محمد بن محمود ماتریدی متوفی ۳۳۳ھ لکھتے ہیں۔

قبل ان یبعث محمد ﷺ یقولون اللهم انصرنا بحق نبیك الذی تبعثه فلما لم یجئهم علی هواهم ومرادهم کفروا به فلعنة الله علی الکافرین۔

ترجمہ: یہود حضور ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے وسیلہ سے اللہ عزوجل سے یوں دعا کرتے تھے اے اللہ اپنے اس نبی کے وسیلہ جسے تو نے ابھی مبعوث فرمانا ہے ہماری مدد فرما۔لیکن جب حضور ﷺ ان کی خواہشات اور امیدوں کے مطابق نہ آئے تو انہوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔پس انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔
(تاویلات اھل السنۃ ماتریدی ج۱ ص ۷۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ ناشرون بیروت)

علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں۔

ان یهود کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول الله ﷺ قبل مبعثه۔

ترجمہ: بے شک یہودی رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے اوس اور خزرج قبیلہ پر آپ ﷺ کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔
(الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ ج۱ ص ۴۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں۔

ان الیهود من قبل مبعث محمد علیه السلام ونزول القرآن کانوا یستفتحون ای یسالون الفتح والنصرة وکانوا یقولون اللهم افتح علینا وانصرنا بالنبی الامی۔

رحیما0 وقد جئتك مستغفرا لذنبی مستشفعا بك الی ربی۔ ثم انشا یقول:

خذ من اموالھم صدقة تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتك سکن لھم۔

ترجمہ: اے محبوب ان مسلمانوں کے مالوں کا صدقہ قبول فرماؤ اور اس کے ذریعہ آپ انہیں پاک وصاف کرو۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔

(پارہ ۱۱ سورہ توبہ)

کیونکہ آپ کی دعا ان کے دل کا چین ہے معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات اعمال صالحہ طہارت کا کافی وسیلہ نہیں بلکہ طہارت تو حضور ﷺ کے کرم سے حاصل ہوتی ہے۔

ھو الذی بعث فی الامین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمة۔

ترجمہ: رب تعالیٰ وہ قدرت والا ہے جس نے بے پڑھوں میں ان ہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر رب کی آیات تلاوت فرماتے ہیں۔ اور انہیں پاک فرماتے ہیں اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔

(پارہ ۲۸ سورہ جمعہ آیت نمبر ۲)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پاک وصاف فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔

ترجمہ: یہ اہل کتاب حضور کی تشریف آوری سے پہلے حضور کے طفیل کفار پر فتح کی دعا کرتے تھے۔

(پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت نمبر ۸۹)

معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اہل کتاب آپ کے نام کے وسیلہ سے جنگوں میں دعائے فتح کرتے تھے اور قرآن کریم نے ان کے فعل پر اعتراض نہ کیا بلکہ تائید کی اور فرمایا کہ ان کے نام کے وسیلہ سے تم دعائیں مانگا کرتے تھے اب ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا مبارک نام ہمیشہ سے وسیلہ ہے۔

فتلقی ادم من ربہ کلمت فتاب علیہ۔

(پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۷)

آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف سے کچھ کلمے پائے جن کے وسیلہ سے دعا کی اور رب نے ان کی توبہ قبول کی۔

بہت سے مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے وسیلہ سے دعا کی جو قبول ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیائے کرام کا بھی وسیلہ ہیں۔

قد نری تقلب وجھك فی السمآء فلنولینك قبلة ترضھا۔

ترجمہ: ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف پھرتے دیکھ رہے ہیں۔ اچھا ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیرتے دیتے ہیں جس سے آپ راضی ہیں۔
(پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۴۴)

حاشیہ.....☆

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن سے قبل یہود فتح کی دعا مانگا کرتے تھے یعنی فتح اور مدد طلب کرتے تھے اور یہ الفاظ کہا کرتے تھے اے اللہ ہمیں امی نبی ﷺ کے وسیلے فتح ونصرت عطا فرما۔

(التفسیر الکبیر ج ۲ ص ۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ تہران ایران)

معلوم ہوا کہ تبدیلی قبلہ صرف اسی لئے ہوئی کہ حضور ﷺ کی یہ خواہش تھی یعنی کعبہ معظمہ حضور کے وسیلہ سے قبلہ بنا۔ جب کعبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کا محتاج ہے تو ماوشما کا کیا پوچھنا ہے۔

وکان ابوھما صالحا فاراد ربك ان یبلغا اشدھما ویستخرجا کنزھما۔

ترجمہ: حضرت خضر علیہ السلام نے دیوار بنا کر موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا سرمایہ ہے ان کا باپ نیک تھا اس لئے تیرے رب نے چاہا کہ ان کا خزانہ محفوظ رہے اور یہ جوان ہو کر اپنا خزانہ نکال لیں۔

(پارہ ۱۶ سورہ کہف آیت نمبر ۸۲)

معلوم ہوا کہ ان یتیم بچوں پر رب کا یہ کرم ہوا کہ ان کی شکستہ دیوار بنانے کے لئے دو مقبول بندے بھیجے گئے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا یعنی نیک باپ کے وسیلہ سے اولاد پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے۔

اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلة ایھم اقرب ویرجون رحمته ویخافون عذابه۔

وہ مقبول بندے جن کی بت پرست پوجا کرتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جن نیک بندوں کی کفار پوجا کرتے ہیں ان میں ہر ایک اللہ سے زیادہ قرب والے کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس تلاش وسیلہ پر اعتراض نہ فرمایا۔

ولولا رجال مومنون ونساء مومنات لم تعلموھم ان تطؤھم فتصیبکم منھم معرة بغیر علم لیدخل اللہ فی رحمته من یشآء لو تزیلو العذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما۔

اگر کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں جن کو تم نہیں جانتے (اگر اس امر کا اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم ان کو پیس ڈالتے پھر تم پر خرابی آپڑتی ان کی طرف سے بے خبری میں (فتح تو ہو جاتی) لیکن اس میں دیر اس لئے ہوئی تا کہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے۔ اگر وہ مسلمان کفار مکہ سے جدا ہو جاتے تو ہم کافروں کو دردناک عذاب کی سزا دیتے۔

معلوم ہوا کہ کفار مکہ کے عذاب سے محفوظ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کچھ مسلمان رہ گئے تھے یعنی شہر میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا ہونا بیدینوں کے امن کا وسیلہ ہوتا ہے۔

وقال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا۔

ترجمہ: غالب آنے والے لوگ بولے کہ ہم اصحاب کہف پر مسجد بنائیں گے۔

(پارہ ۱۵ سورہ کہف آیت نمبر ۲۱)

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی قبروں کے پاس مسجد بنانا تا کہ ان کے وسیلہ سے نماز میں برکت ہو اور زیادہ قبول ہو ہمیشہ سے مسلمانوں کا دستور رہا ہے قرآن کریم نے اصحاب کہف کی نماز پر مسجد بنانے کا ذکر کیا اور اس کی تردید نہ کی جس سے پتہ لگا کہ ان کا یہ کام اللہ تعالیٰ کو پسند ہوا۔

اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجه ابی یات بصیرا۔

ترجمہ: یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ میری قمیص لے جاؤ اور میرے والد ماجد کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں بینا ہو جائیں گی۔

(پارہ ۱۳ سورہ یوسف)

معلوم ہوا کہ بزرگوں کے لباس کے وسیلہ سے دکھ دور ہو جاتے ہیں شفا ملتی ہے۔

لا اقسم بهذا البلد۔ وانت حل بهذا البلد۔

ترجمہ: میں قسم فرماتا ہوں اس شہر مکہ کی کہ اے محبوب اس میں تم تشریف فرما ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے مکہ مکرمہ کو یہ فضیلت ملی کہ رب نے اس کی قسم فرمائی۔

(سورہ البلد پارہ ۳۰ آیت نمبر ۱۔۲)

والتين والزيتون وطور سينين وهذا البلد الامين۔

ترجمہ: یعنی قسم ہے انجیر زیتون اور طور کی اور اس امانت والے شہر کی۔

(پارہ ۳۰ سورہ والتین آیت نمبر ۱۔۲)

معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے انجیر اور طور پہاڑ کو عزت ملی اور نبی ﷺ کے وسیلہ سے مکہ شریف کو ایسی برکت حاصل ہوئی کہ اس کی قسم رب نے فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ وسیلہ کا نفع بے جان چیزوں کو بھی پہنچ جاتا ہے۔

ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هرون تحمله الملئكة۔

(پارہ ۲ سورہ بقرہ)

شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ طالوت کی بادشاہت کی دلیل یہ ہے کہ ان کے پاس تابوت سکینہ آویگا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے تبرکات ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ صندوق دیا تھا جس میں موسیٰ علیہ السلام کا نعلین شریف اور ہارون علیہ السلام کی دستار مبارک اور دیگر تبرکات تھے جسے بنی اسرائیل جنگ میں اپنے آگے رکھتے تھے جس کی برکت سے دشمن پر فتح پاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات کے وسیلہ سے آفات دور ہوتی ہیں مشکلات حل ہوتی ہیں۔

انی اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيراً باذن الله۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں۔ جس سے وہ باذن پروردگار پرندہ بن جاتا ہے۔

(پارہ ۳ سورہ ال عمران)

معلوم ہوا کہ بزرگوںؒ کے دم کے وسیلہ سے مٹی میں جان پڑجاتی ہے۔ اور بیماروں کو شفا ہو جاتی ہے۔

فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتها وكذلك سولت لی نفسی۔

ترجمہ: سامری بولا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کے نیچے سے ایک مٹھی مٹی لی اور سونے کے بچھڑے کے منہ میں دی (اور بچھڑا آواز دینے لگا)۔

(پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۹۶)

معلوم ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی کے پاؤں کی خاک کے وسیلہ سے سونے کے بیجان بچھڑے میں جان پڑگئی۔

قال يتوفاكم ملك الموت الذى وكل بكم۔

ترجمہ: فرمادو کہ تم کو ملک الموت وفات دیں گے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت ملک الموت کے وسیلہ سے جان نکلتی ہے۔

(پارہ ۲۱ سورہ السجدہ)

قل انما انا رسول ربك لأهب لك غلاماً زكيا۔

(پارہ ۱۶ سورہ مریم آیت نمبر ۱۹)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں ستھرا بیٹا بخشوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وسیلہ سے لڑکا ملا۔

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم۔

ترجمہ: اللہ انہیں عذاب نہ دیگا۔ حالانکہ آپ ان میں ہیں۔

(پارہ ۹ سورہ انفال)

یعنی اہل مکہ عذاب سے اس لئے بچے ہوئے ہیں کہ ان میں آپ جلوہ گر ہیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات عذاب الٰہی سے امن کا وسیلہ ہے۔

واذ قلتم یا موسی لن نصبر علی طعام واحد فادع لنا ربك یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلھا۔

ترجمہ: اور جب تم (بنی اسرائیل) نے کہا اے موسیٰ ہم ایک کھانے (یعنی من وسلویٰ) پر ہرگز صبر نہیں کریں گے اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لئے زمین کی پیداوار نکالے۔

(پارہ ۱ سورہ بقرہ)

معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل جب کوئی بات رب سے عرض کرنا چاہتے تو موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے۔

ھنالك دعا زکریا ربہ۔

ترجمہ: یعنی حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو بے موسم پھل کھاتے ہوئے دیکھ کر زکریا علیہ السلام نے مریم رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہو کر فرزند کے لئے دعا مانگی۔

(پارہ ۳ سورہ ال عمران)

معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پاس دعا مانگنا زیادہ باعث قبول ہے۔ اگرچہ دعا مانگنے والا زیادہ بزرگ ہو۔

احادیث

(۱) مسند احمد بن حنبل میں حضرت شریح ابن عبید سے بروایت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے چالیس ابدال کے متعلق فرمایا۔

یسقی بھم الغیث وینصربھم علی الاعداء ویصرف بھم عن اھل الشام العذاب۔

ترجمہ: یعنی ان چالیس ابدال کے وسیلہ سے بارش ہوگی۔ دشمنوں پر فتح حاصل کی جاوے گی اور شام والوں سے عذاب دور ہوگا۔

(مسند احمد ج ۱ ص ۱۱۲ رقم حدیث ۸۹۶ مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ مصر)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے وسیلہ سے بارش، فتح ونصرت اور بلا دفع ہوتی ہے۔

حاشیہ......☆

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا ابو المغیرۃ ثنا صفوان حدثنی شریح یعنی عبید قال ذکر اھل الشام عند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وھو بالعراق فقالوا العنھم یا امیر المؤمنین قال لا انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ثم الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب۔

ترجمہ: شریح بن عبید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عراق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا گیا۔ لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین ان پر لعنت کیجئے؟ آپ نے کہا نہیں کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابدال شام

(۲) دارمی شریف میں ہے کہ ایک دفعہ مدینہ شریف میں بارش بند ہوگی اور قحط پڑ گیا لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔آپ نے فرمایا:

انظروا قبرا للنبی ﷺ فاجعلوا منه کوی الی السماء حتی لایکون بینه وبین السمآء سقف ففعلوا فمطروا مطرا حتی یکون نبت العشب وسمت الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق۔

ترجمہ: یعنی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ روضہ رسول اللہ ﷺ کی چھت کھول دو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے لوگوں نے ایسا ہی کیا تو فوراً بارش ہوئی یہاں تک کہ چارہ اگا۔اونٹ موٹے ہو گئے گویا چربی سے بھر گئے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کی قبر کے وسیلہ سے بارشیں آتی ہیں۔

(سنن دارمی ج ۱ ص ۵٦ رقم الحدیث ۹۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (امتاع الاسماع ج ۱۴ ص ٦۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (المواہب اللدنیہ ج ۴ ص ۲۷٦ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (زرقانی علی المواہب ج ۱۱ ص ۱۵۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الوفاء باحوال المصطفی لابن جوزی ص ۸۱۷۔۸۱۸ رقم الحدیث ۱۵۳۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (وفاء والوفاء باخبار دار المصطفی ﷺ ج ۲ ص ۵٦۰ مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ مصر)

(۳) شرح السنہ میں ابن مکندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے غلام حضرت سفینہ عہد فاروقی میں گرفتار ہو گئے آپ قید سے بھاگ نکلے کہ اچانک ایک شیر سامنے آگیا آپ نے شیر سے فرمایا۔

یا ابا الحارث انا مولی رسول اللہ ﷺ کان من امری کیت وکیت فاقبل الاسد له بصبصة حتی اقام الی جنبه کلما سمع صوتا اهوی الیه ثم اقبل یمشی الی جنبه حتی بلغ الجیش ثم رجع الاسد۔

حاشیہ......☆

میں ہوں گے اور وہ چالیس مرد ہیں جب بھی ان میں سے ایک شخص فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو اس کا دل بنا دیتا ہے اس کی وجہ سے بارش ہوتی ہے ان کی وجہ سے دشمنوں کے خلاف مدد حاصل ہوتی ہے ان کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔

(فضائل صحابہ لابن حنبل ج ۲ ص ۹۰٦ رقم الحدیث ۱۷۲۷ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (الاحادیث المختارۃ ج ۲ ص ۱۱۰۔۱۱۱۔۱۱۲ رقم الحدیث ۴۸۴۔۴۸۵۔۴۸٦ مطبوعہ مکتبۃ النھضۃ الحدیثۃ مکہ مکرمۃ)، (الدر المنثور فی التفسیر الماثور ج ۱ ص ۵٦۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ ج ۴ ص ۱۷۳ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ٦ ص ۴۴۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۳۷۰۔۳۷۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ٦ ص ۲۱٦۔۲۱۷ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (خصائص الکبری باب اختصاصہ ﷺ بان طائفۃ من امتہ لاتزال علی الحق وان منھم اقطابا واوتادا ونجباء وابدالا الخ ج ۲ ص ۲۷۰ مطبوعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۱ ص ۲۷۳ رقم الحدیث ۲۹٦۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں۔

واخرج الطبرانی وابن عساکر عن عوف بن مالك قال لاتسبوا اهل الشام فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فیهم الابدال بهم تنصرون وبهم تمطرون۔

(الدر المنثور فی التفسیر الماثور سورۃ البقرہ تحت آیت نمبر ۲۵۱ ج ۱ ص ۵٦۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر ج ۱ ص ۱۸۲ رقم الحدیث ۳۰۳۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ای ببر کتهم اوبسبب وجودهم فیما بهم یدفع البلاء عن هذه الامة۔

ترجمہ: ابدالوں کی برکت اور ان میں ان کے وجود مسعود کے سبب بارشیں ہوتی ہیں دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے امت محمدیہ سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۳٦۰ مطبوعہ ملتان)

ترجمہ: یعنی اے شیر! میں رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔ میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا حضرت سفینہ کے پاس آ جاتا۔ غرض اسی طرح حفاظت اور خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ لشکر اسلام میں پہنچ گئے پھر لوٹ گیا معلوم ہوا کہ حضور پر نور ﷺ کے وسیلہ سے شیر بھی تابع ہو جاتے ہیں۔ اور شیر حضور کے غلاموں کو پہنچاتے ہیں۔

(مستدرک للحاکم ج ۲ص ۶۷۵ رقم الحدیث ۴۲۳۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (التاریخ الکبیر للبخاری ج ۳ص ۱۹۵ رقم الحدیث ۶۶۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (طبرانی کبیر ج ۷ص ۸۰ رقم الحدیث ۶۴۳۲ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (مشکوۃ المصابیح کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق باب الکرامات الفصل الثانی ج ۲ص ۴۰۰ رقم الحدیث ۵۹۴۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(۴) مسلم و بخاری میں ہے کہ معراج کی رات پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔

فرجعت فمررت علی موسی فقال بم امرت قلت امرت خمسین صلوۃ کل یوم قال ان امتك لا تستطیع خمسین صلوۃ کل یوم وانی واللہ جربت الناس قبلك وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجۃ فارجع الی ربك فسئلہ الخفیف لامتك۔

ترجمہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم واپسی میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرے تو آپ نے پوچھا کہ آپ کو کیا حکم ملا؟ فرمایا ہر دن پچاس نمازوں کا فرمایا۔ حضور آپ کی امت میں اتنی طاقت نہیں میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں اپنی امت کے لئے رب سے رعایت مانگے۔ غرض کہ کئی بار عرض کرنے پر پانچ رہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الصلوۃ باب کیف فرضت الصلوۃ ج ۱ص ۵۰۔۵۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (مشکوۃ المصابیح باب فی المعجزات ص ۵۲۸ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے یہ رعایت اور رحمت ملی کہ پچاس نمازوں کی صرف پانچ باقی رہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کا وسیلہ ان کی وفات کے بعد بھی فائدہ مند ہے۔

(۵) مسلم و بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک بار قحط پڑا تو جمعہ کے دن خطبہ میں ایک شخص نے حضور سے عرض کیا تو حضور نے اسی حالت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے **فوالذی نفسی بیدہ ما وضعھا حتی ثار السحاب امثال الجبال لم لم ینزل عن منبرہ حتی رایت المطر یتحادر علی الحیتہ۔** یعنی خدا کی قسم ابھی حضور ﷺ کی دعا کے ہاتھ نیچے نہ گئے تھے کہ پہاڑوں کی طرح بادل اٹھا اور حضور اقدس منبر سے نہ اترے تھے کہ بارش کا پانی آپ کی ریش مبارک سے ٹپکتا تھا سات دن بارش ہوتی رہی اگلے جمعہ کو پھر زیادتی بارش کی شکایت کی گئی۔

فرفع یدیہ فقال اللھم حوالینا ولا علینا فما یشیر الی ناحیۃ من السحاب الا انفرجت۔

ترجمہ: تو حضور ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا کہ مولیٰ اب ہم پر نہ ہی پھٹ جاتا تھا۔

(صحیح البخاری ابواب الاستقاء باب من تمطر فی المطر حتی یتحادر علی لحیتہ ج ۱ص ۱۴۰۔۱۴۱ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ الاستقاء فصل فی الکفایۃ بالدعاء من الصلوۃ فی خطبۃ جمعۃ واجابۃ السائل والدعاء لتحوط المطر اذا کثر ج ۱ص ۲۹۳۔۲۹۴ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مصیبتوں کے وقت حضور ﷺ کا وسیلہ اختیار کرتے تھے۔

(۶) مسلم و بخاری میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

انما انا قاسم واللہ یعطی۔

ترجمہ: ہم تقسیم فرمانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد ج ۱ص ۴۳۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)، (صحیح مسلم کتاب الزکوۃ ج ۱ص ۳۳۳ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)، (مشکوۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الاول ص ۳۲ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حضور پر نور تقسیم فرماتے ہیں اور تقسیم فرمانے والا وسیلہ ہوتا ہے لہذا نبی ﷺ خالق کی ہر نعمت کا وسیلہ ہیں۔

(۷) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ماعز سے ایک بڑا گناہ ہو گیا تو بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ **یارسول اللہ طهرنی** اے اللہ تعالیٰ کے رسول مجھے پاک فرمادیں۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الحدود الفصل الاول ص ۳۱۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رب کا گناہ کر کے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے تھے کہ ہمیں پاک فرمادیں کیونکہ حضور انور کو وسیلہ نجات جانتے تھے۔

(۸) مسلم شریف باب السجود میں ہے کہ حضرت ربیعہ ابن کعب نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا **اسئلك مرافقتك فی الجنة** میں آپ سے مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ رہوں۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۵۳ رقم الحدیث ۴۸۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کو رب کی تمام نعمتوں حتیٰ کہ جنت کے حصول کا وسیلہ سمجھ کر حضور پر نور سے مانگتے تھے۔

(۹) ترمذی شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت کبشہ کے گھر ان کے مشکیزہ سے دہن مبارک لگا کر پانی پیا۔ **فقمت الیها فقطعته** میں اٹھی اور میں نے مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاشربہ ج ۲ ص ۱۱۳۲ رقم الحدیث ۳۴۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الجامع الصحیح للترمذی ابواب الاشربہ ج ۴ ص ۳۰۶ رقم الحدیث ۱۸۹۲ مطبوعہ دار الغرب الاسلامی بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۱۲ ص ۱۳۸ رقم الحدیث ۵۳۱۸ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (مسند حمیدی ج ۱ ص ۱۷۲ رقم الحدیث ۳۵۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (طبرانی کبیر ج ۲۵ ص ۱۵ رقم الحدیث ۸ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)

اس کی شرح مرقاۃ میں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

ای فم القربة فحفظته بی بیتی واتخذته شفاء۔

ترجمہ: یعنی مشکیزہ کا منہ کاٹ کر گھر میں محفوظ رکھا تاکہ اس سے شفا حاصل کی جاوے۔

معلوم ہوا کہ صحابیہ اسی مشکیزہ کے منہ کے ذریعہ بیماروں کی شفا حاصل کرتی تھیں اور حضور ﷺ سے مس ہو جانے کی برکت سے اس چیز کو شفا کا وسیلہ جانتی تھیں۔

(۱۰) مسلم شریف میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کا جبہ شریف تھا اور فرماتی تھیں۔

هذا جبة رسول الله ﷺ كانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها وكان النبی ﷺ یلبسها فنحن نغلسها للمرضی نستشفی بها۔

ترجمہ: یعنی یہ جبہ شریف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا ان کی وفات کے بعد میں نے اسے لے لیا اس جبہ شریف کو نبی ﷺ پہنتے تھے اور اب ہم یہ کرتے ہیں کہ مدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے اسے دھو کر پلاتے ہیں اس سے شفا ہو جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس ج ۳ ص ۱۶۴۱ رقم الحدیث ۲۰۶۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابوداؤد کتاب اللباس ج ۴ ص ۴۹ رقم الحدیث ۴۰۵۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (مسند احمد ج ۶ ص ۳۴۷ رقم الحدیث ۲۶۹۸۷ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (سنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۲۳ رقم الحدیث ۴۰۱۰ مطبوعہ مکتبۃ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (طبرانی کبیر ج ۲۴ ص ۹۸ رقم الحدیث ۲۶۴ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (شعب الایمان ج ۵ ص ۱۴۱ رقم الحدیث ۶۱۰۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۵۴ مطبوعہ دار صادر بیروت)

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن شریف سے مس کئے ہوئے جبہ کو شفا کا وسیلہ سمجھ کر اسے دھو کر پیتے ہیں۔

(۱۱) نسائی شریف میں ہے کہ یہود کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئی اور عرض کی کہ ہمارے شہر میں عبادت خانہ ربیعہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اسے توڑ کر مسجد بنائیں۔

فاستوهبناه من فضل طهوره فدعا بماء فتوضا وتمضمض ثم صبه لنا فی اداوة وامرنا فقال

اخرجوا فاذا اتیتم ارضکم فاکسروا بیعتکم وانضحوا مکانها بهذا المآء وتخذوها مسجدا۔

ترجمہ: ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ کا غسالہ مانگا تو آپ نے پانی منگا کر وضو کیا اور کلی کی اور یہ تمام پانی کلی اور وضو کیا ایک برتن میں ڈال کر ہمیں عنایت فرمایا اور حکم دیا کہ جاؤ اپنے بیعہ میں اس پانی کو چھڑک دو اور وہاں مسجد بنالو۔

(سنن النسائی کتاب المساجد باب اتخاذ البیع مساجد ج ۱ ص ۱۱۴ مطبوعہ طبع مجتبائی لاہور وئی نسخہ ج ۲ ص ۳۸ رقم الحدیث ۷۰۱ مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غسالہ باطنی گندگی دور کرنے کا وسیلہ ہے۔

(۱۲) ابن البر نے کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں لکھا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت وصیت فرمائی۔ کہ مجھے نبی ﷺ نے ایک کپڑا عنایت فرمایا تھا۔ وہ میں نے اسی دن کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ اس کپڑے کو میرے کفن کے نیچے رکھ دینا۔

وخذ ذالك الشعر والاظفار فاجعله فی فمی وعلی عینی ومواضع السجود منی۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ بال اور ناخن لو انہیں میرے منہ اور آنکھوں اور سجدوں کی جگہوں میں رکھ دینا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تبرکات کو راحت قبر کا وسیلہ سمجھ کر اپنی قبروں میں ساتھ لے جاتے ہیں۔ (الحرف الحسن)

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۵ ص ۲۰۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (تہذیب الاسماء للنووی ج ۲ ص ۴۰۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۱۳) ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کو قمیص کا کفن دیا اور کچھ دیر ان کی قبر میں خود لیٹ کر آرام فرمایا۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا۔

انی البستها لتلبس من ثیاب الجنة واضطجعت معها فی قبرها لاخفف عنها عن ضغطة القبر۔

ترجمہ: ہم نے اپنی چچی صاحبہ کو اپنی قمیص اس لئے پہنائی تا کہ ان کو جنت کا لباس پہنایا جاوے اور ان کی قبر میں اس لئے آرام فرمایا تا کہ انہیں تنگی قبر سے امن ملے۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لباس جنتی جوڑے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور جس جگہ ان کا پاک قدم پڑ جائے وہاں آفات سے امن ہو جاتا ہے۔

(طبرانی کبیر ج ۲۴ ص ۳۵۱ رقم الحدیث ۸۷۱ مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل)، (طبرانی الاوسط ج ۱ ص ۱۵۲ رقم الحدیث ۱۹۱ مطبوعہ مکتبۃ المعارف سعودی عرب ریاض)، (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر عاصم بن سلیمان احول ج ۳ ص ۱۲۱ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (العلل المتناهیۃ حدیث فی فضل فاطمۃ بنت اسد ج ۱ ص ۲۷۰ رقم الحدیث ۴۳۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)، (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۹ ص ۲۵۷ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (وفاء الوفاء باخبار المصطفیٰ ﷺ ج ۳ ص ۸۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ باب ماجاء فی ضغط القبر علی صاحبہ وان کان صالحا ج ۱ ص ۹۵ مطبوعہ سعیدیہ کتب خانہ صدف پلازہ محلہ جنگی پشاور)

(۱۴) مسلم شریف میں ہے۔

اذا صلی الغداة جآء خدم المدينة بآنيتهم فيها المآء فما ياتون باناء الا غمس يده فيها۔

ترجمہ: جب نبی ﷺ نماز فجر پڑھتے تھے تو مدینہ منورہ کے بچے برتنوں میں پانی لے آتے تھے۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب فی اخلاقہ وشمائلہ ﷺ ص ۵۱۹ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

معلوم ہوا کہ مدینے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک کی برکت کو بیماروں کی شفا کا وسیلہ سمجھتے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کو منع نہ فرماتے تھے۔ بلکہ اپنا ہاتھ شریف پانی میں ڈال دیتے تھے۔

(۱۵) مسلم وبخاری شریف میں ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے فرمایا

یاتی علی الناس زمان فیغزوا فئام من الناس فیقولون نعم فیفتح لهم۔

ترجمہ: یعنی لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ جہاد کریں گے پس کہیں گے کیا تم میں کوئی صحابی رسول اللہ بھی ہیں۔ جواب ملے گا۔ ہاں

اس صحابی کے وسیلہ سے انہیں فتح نصیب ہوگی۔

(صحیح البخاری کتاب فضائل الصحابۃ باب فضائل اصحاب النبی ﷺ ج ۳ ص ۱۳۳۵ رقم الحدیث ۳۴۴۹ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضل الصحابۃ ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ج ۴ ص ۱۹۶۲ رقم الحدیث ۲۵۳۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۷ رقم الحدیث ۱۱۰۵۶ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۱۱ ص ۸۶ رقم الحدیث ۴۷۶۸ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے پیاروں کے وسیلہ جہاد میں فتح نصیب ہوتی ہے اور ان کا وسیلہ پکڑنے کا حکم ہے اس حدیث میں تابعین تبع تابعین کے وسیلہ کا ذکر بھی ہے یعنی اولیاء اللہ کے توسل سے فتح ونصرت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۶) بخاری شریف میں ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے **هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم۔**

ترجمہ: تم کو نہیں فتح ملتی اور نہیں رزق ملتا مگر ضعیف مومنوں کی برکت اور وسیلہ سے۔

(مشکوۃ باب فضل الفقراء الفصل الاول ص ۴۴۶ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

معلوم ہوا کہ فقراء کے وسیلہ سے بارش ہوتی ہے رزق ملتا ہے فتح ونصرت نصیب ہوتی ہے۔

(۱۷) ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے۔

شفاعتي لاهل الكبائر من امتي۔

ترجمہ: یعنی میری سفارش وشفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہے۔

(سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق باب ماجاء فی الشفاعۃ ج ۴ ص ۶۲۵ رقم الحدیث ۲۴۳۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابوداؤد کتاب السنۃ باب فی الشفاعۃ ج ۴ ص ۲۳۶ رقم الحدیث ۴۷۳۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس کی شرح میں شیخ عبدالحق لمعات میں فرماتے ہیں۔

اي لوضع السيات واما الشفاعة لرفع الدرجات فلكل من الاتقيآء والاوليآء۔

ترجمہ: یعنی گناہگاروں کے لئے تو معافی دلانے کی سفارش ہوگی۔ لیکن درجات بلند کرانے کی شفاعت وہ ہر متقی اور ولی کے لئے ہے۔

معلوم ہوا کہ ہر قسم کا مومن حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ کا حاجتمند ہے۔ بہت سے بدعمل لوگ بھی حضور پرنور ﷺ کی شفاعت سے جنتی ہوجائیں گے۔ اور کوئی ولی بھی حضور اقدس ﷺ سے بے نیاز نہیں۔

(۱۸) ابن ماجہ میں ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے۔

يشفع يوم القيامة ثلثة الانبيآء ثم العلماء ثم الشهدآء۔

ترجمہ: یعنی قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے۔ انبیاء علماء پھر شہداء۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر الشفاعۃ ج ۲ ص ۱۴۴۳ رقم الحدیث ۴۳۱۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (شعب الایمان ج ۲ ص ۲۶۵ رقم الحدیث ۱۷۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

لوگو! معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طفیل علماء شہداء عام مسلمانوں کے لئے وسیلہ نجات ہیں۔

(۱۹) ترمذی۔ دارمی۔ ابن ماجہ میں ہے کہ فرمایا نبی اکرم ﷺ نے

يدخل الجنة بشفاعة رجل من امتي اكثر من بني تميم۔

ترجمہ: یعنی میرے ایک امتی کی شفاعت سے بنی تمیم قبیلہ سے زیادہ آدمی جنت میں جائیں گے۔

(سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق باب ماجاء فی الشفاعۃ ج ۴ ص ۶۲۶ رقم الحدیث ۲۴۳۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر الشفاعۃ ج ۲ ص ۱۴۴۳ رقم الحدیث ۴۳۱۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (سنن الدارمی ج ۲ ص ۴۲۳ رقم الحدیث ۲۸۰۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (مسند احمد ج ۳ ص ۴۶۹۔۴۷۰ رقم الحدیث ۱۵۸۵۷ مطبوعہ موسسہ قرطبہ مصر)، (مسند ابو یعلی ج ۱۲ ص ۲۸۰ رقم الحدیث ۶۸۶۶ مطبوعہ دار المامون للتراث دمشق)

اس کی شرح مرقات میں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

قیل الرجل عثمان ابن عفان قیل اویس قرنی وقیل غیرہ۔

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ وہ شخص اویس قرنی ہیں بعض نے کہا کوئی اور بزرگ ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتی بھی وسیلہ نجات ہیں۔

(۲۰) شرح سنہ میں ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک اونٹ نے جو کھیت میں کام کر رہا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا اور منہ اپنا زانوئے پاک پر رکھ کر فریادی ہوا۔ سرکار دو عالم نے اس کے مالک کو فرمایا کہ

فانہ شکی کثرۃ العمل وقلۃ العلف فاحسنوا الیہ۔

(مشکوۃ المصابیح باب المعجزات الفصل الثانی ص۵۴۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

یہ اونٹ شکایت کرتا ہے کہ تم اس سے کام زیادہ لیتے ہو اور چارہ کم دیتے ہو۔ اس کے ساتھ بھلائی کرو۔ معلوم ہوا کہ بے عقل جانور بھی حضور ﷺ کو رفع حاجات کے لئے وسیلہ جانتے ہیں۔ جو انسان ہو کر ان کے وسیلہ کا منکر ہو وہ اونٹ سے زیادہ بے عقل ہے۔

(۲۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل سے ابولہب کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوئی کیونکہ اس کی لونڈی ثوبیہ نے حضور سرور دو عالم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب النکاح باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم ج۵ ص۱۹۶۱ رقم الحدیث ۴۸۱۳ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (مصنف عبدالرزاق ج۷ ص۴۷۸ رقم الحدیث ۱۳۹۵۵ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (سنن الکبری للبیہقی ج۷ ص۱۶۲ رقم الحدیث ۱۳۷۰۱ مطبوعہ مکتبہ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (شعب الایمان ج۱ ص۲۶۱ رقم الحدیث ۲۸۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ ج۱ ص۱۴۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (طبقات ابن سعد ج۱ ص۱۰۸ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (صفوۃ الصفوۃ ج۱ ص۶۲ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)، (الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ج۳ ص۹۸۔۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نصب الرایۃ الاحادیث الہدایۃ ج۳ ص۱۶۸ مطبوعہ دار الحدیث القاہرۃ مصر)، (تاریخ دمشق الکبیر ج۶۷ ص۱۷۱۔۱۷۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (البدایۃ والنھایۃ ج۲ ص۲۲۹۔۲۳۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (فتح الباری ج۹ ص۱۴۵ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)، (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج۲۰ ص۹۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

معلوم ہوا کہ نبی کا وسیلہ ایسی نعمت ہے جس کا فائدہ ابولہب جیسے مردود نے بھی کچھ پالیا۔ مسلمان تو ان کا بندہ بے دام ہے۔

(۲۲) بخاری شریف کتاب المساجد میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما حج کو جاتے ہوئے ہر اس جگہ نماز پڑھتے تھے جہاں نبی ﷺ نے اپنے حج کے موقع پر نماز پڑھی تھی۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ج۳ ص۳۲۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (جامع المسانید والسنن ج۲۸ ص۶۲۳ ۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

یہ مقامات بخاری شریف نے بتائے بھی ہیں معلوم ہوا کہ جس جگہ بزرگ عبادت کرے وہ جگہ قبولیت کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

حاشیہ......☆

مزید احادیث

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا عمرو بن علی قال حدثنا ابو قتیبۃ قال حدثنا عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار عن ابیہ قال سمعت ابن عمر یتمثل بشعر ابی طالب:

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتمی عصمۃ للارامل

وقال عمر بن حمزۃ حدثنا سالم عن ابیہ وربما ذکرت قول الشاعر وانا انظر الی وجہ النبی ﷺ یستسقی فما ینزل حتی یجیش کل میزاب۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

ترجمہ: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ابو طالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرہ انور کے

حاشیہ......☆

وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے فریاد رس ہیں۔

سالم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ کبھی میں شاعر کی اس بات کو یاد کرتا اور کبھی نبی کریم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھتا کہ اس کے ذریعے بارش مانگی جاتی تو آپ اترنے بھی نہ پاتے کہ سارے پرنالے بہنے لگتے۔

(صحیح بخاری ابواب الاستقاء باب سوال الناس الامام الاستقاء اذا قحطوا ج۱ ص۳۴۲ رقم الحدیث ۹۶۳ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

عن انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب رضى الله عنه فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا ﷺ فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا قال فيسقون۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بارش کی دعا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے کرتے اور کہتے اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا جان کو وسیلہ بناتے ہیں کہ ہم پر بارش برسا۔ پس انہیں بارش عطا کی جاتی۔

(صحیح بخاری ابواب الاستقاء باب سوال الناس الامام الاستقاء اذا قحطوا ج۱ ص۳۴۲ رقم الحدیث ۹۶۳ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)، (سنن الکبری للبیہقی ج۳ ص۳۵۲ مطبوعہ مکتبہ دار الباز مکۃ المکرمہ)، (صحیح بخاری ج۲ ص۴۹۷ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)، (زرقانی علی المواہب ج۱۱ ص۱۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام مسلم بن حجاج متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عن اسير بن جابر ان اهل الكوفة وفدوا الى عمر فيهم رجل ممن كان يسخر باويس فقال عمر هل ههنا احد من القرنيين؟ فجاء ذلك الرجل فقال عمر ان رسول الله ﷺ قد قال ان رجلا ياتيكم من اليمن يقال له اويس لايدع باليمن غير ام له قد كان به بياض فدعا الله فاذهبه عنه الا موضع الدينار او الدرهم فمن لقيه منكم فليستغفر لكم۔

ترجمہ: اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کوفہ ایک وفد لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ وفد میں ایک ایسا آدمی بھی تھا حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے مذاق کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہاں کوئی قرن کا رہنے والا ہے؟ تو وہ شخص پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا اس کا نام اویس ہوگا۔ یمن میں اس کی والدہ کے سوا کوئی نہیں ہوگا۔ اس کو برص کی بیماری تھی اس نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دینار یا درہم کے برابر سفید داغ کے سوا باقی داغ اس سے دور کر دیئے۔ تم میں سے جس شخص کی اس سے ملاقات ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے تمہاری مغفرت کی دعا کرائے۔

(صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل اویس قرنی رضی اللہ عنہ ج۴ ص۱۹۶۸ رقم الحدیث ۲۵۴۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (خصائص الکبری ج۲ ص۲۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مستدرک للحاکم ج۳ ص۴۵۶ رقم الحدیث ۵۷۱۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مسند البزار ج۱ ص۴۷۹ رقم الحدیث ۳۴۲ مطبوعہ مکتبہ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ)، (سبل الھدی والرشاد ج۱۰ ص۱۰۰۔۱۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج۶ ص۱۹۸ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمہ)، (طبقات ابن سعد ج۶ ص۱۶۲ مطبوعہ دار صادر بیروت)، (تہذیب التہذیب ج۱ ص۳۸۶۔ میزان الاعتدال ج۱ ص۲۷۸)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص۳۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

واخرج البيهقى من وجه آخر عن عمر ان رسول الله ﷺ سيكون فى التابعين رجل من قرن يقال له: اويس بن عامر يخرج به وضح فيدعو الله ان يذهبه عنه فيذهبه فيقول: اللهم دع لى فى جسدى منه ما اذكر به نعمتك على فيدع له فى جسده فمن ادركه منكم فاستطاع ان يستغفر له فليستغفر له۔

حاشیہ......☆

ترجمہ: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تابعین میں قرن کا ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔ اس کے جسم میں سفیدی ظاہر ہوگی وہ اللہ عزوجل سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا اور وہ دور ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ دعا کرے گا ''اللھم دع لی فی جسدی منہ ما اذکر بہ نعمتک علی'' اے خدا میرے جسم سے اس سفیدی کو دور کردے اور میرے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں تو اللہ عزوجل اس کے جسم میں اتنی سفیدی چھوڑ دے گا لہذا تم میں سے کوئی اگر اس سے ملے تو اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے۔

(خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ امام بیہقی ج ۶ ص ۳۷۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۹۴۔۳۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر اویس بن عامر القرنی سید العباد وعلم الاصفیاء ج ۲ ص ۸۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

محدث کبیر امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں۔

قالوا یارسول اللّٰہ کیف لنا برجل منھم قال ذاك اویس القرنی قالوا وما اویس القرنی قال اشھل ذا صھوبة بعید ما بین المنکبین معتدل القامة آدم شدید الادمة ضارب بذقنه الی صدره رام بذقنه الی موضع سجوده واضع یمینه علی شماله یتلو القرآن یبکی علی نفسه ذو طمرین لا یؤبه له متزر بازار صوف ورداء صوف مجھول فی اھل الارض معروف فی اھل السماء لو اقسم علی اللّٰہ لا بر قسمه الا وان تحت منکبه الا یسر لمعة بیضاء الا وانه اذا کان یوم القیامة قیل للعباد ادخلوا الجنة ویقال لاویس قف فاشفع فیشفع اللّٰہ عزوجل فی مثل عدد ربیعة ومضر یا عمرو و یاعلی اذا انتما لقیتماه فاطلبا الیه ان یستغفر لکما یغفر اللّٰہ لکما۔

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ان بزرگوں میں سے ہمیں کوئی آدمی مل سکتا ہے؟ فرمایا ہاں ''اویس قرنی'' ہے جس سے تمہاری ملاقات ہوگی صحابہ رضی اللہ عنہم نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی علامات پوچھیں ارشاد فرمایا اس کی آنکھیں سرخ مائل ہوں گی سرخ بالوں والا ہوگا۔ کشادہ کاندھوں والا میانے قد والا گندم گوں، سینے پر بالوں والا، دایاں بائیں پر رکھتا ہوگا قرآن کی تلاوت کرے گا اور اپنے پر بہت روتا ہوگا اہل سماء میں مشہور ہے اگر اللہ پر کسی کام کے کرنے کی قسم کھالے تو اللہ اسے اپنی قسم میں بری کر دیتا ہے سنو اس کے بائیں کاندھے کے نیچے ایک چمک ہوگی اہل زمین میں اسے کوئی نہیں جانتا اون کا ازار باندھا ہوگا اون ہی کی چادر اوڑھی ہوگی خوب سن لو۔ قیامت کے دن عام لوگوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور اویس رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا کہ ادھر کھڑے ہو جاؤ اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی اے عمر و علی رضی اللہ عنہما جب تمہاری ان سے ملاقات ہوگی تو ان سے استغفار کرانا اللہ تمہاری مغفرت فرمائے گا۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ذکر اویس بن عامر القرنی سید العباد وعلم الاصفیاء ج ۲ ص ۸۲ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

سیکون فی امتی رجل یقال له اویس بن عبد اللّٰہ القرنی وان شفاعة فی امتی مثل ربیعة ومضر۔

(الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر حرف السین ج ۱ ص ۲۹۳ رقم الحدیث ۴۷۷۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر ج ۲ ص ۵۸، رقم الحدیث ۶۹۴۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حاشیہ.....☆

امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

واخرج ابن سعد والحاکم من طریق أسیر بن جابر عن عمر انه قال لاویس القرنی استغفرلی قال: کیف استغفر لك وانت صاحب رسول الله ﷺ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان خیر التابعین رجل یقال له اویس القرنی۔

ترجمہ: ابن سعد وحاکم رحمہما اللہ نے بطریقہ اسیر بن جابر رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ میرے لئے استغفار فرمائیں۔ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں آپ کے لئے کیونکر استغفار کروں جبکہ آپ خود رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا خیر التابعین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

(خصائص الکبری ج ۲ ص ۲۲۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (سبل الھدی والرشاد ج ۱۰ ص ۱۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص ۳۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ج ۴ ص ۱۸۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں۔

اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یارسول الله استسق لامتك فانهم قد هلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل له ائت عمر فاقرئه السلام واخبره انکم مستقیون وقل له علیك الکیس علیك الکیس فاتی عمر فاخبره فبکی عمر ثم قال یارب لا آلو الا ما عجزت عنه۔

ترجمہ: لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط میں مبتلا ہوگئے تو ایک شخص (حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ آپ کی امت ہلاک ہوا چاہتی ہے آپ اس کے لیے بارش کی دعا فرمائیں اس صحابی کو خواب میں کہا گیا کہ عمر کو جا کر سلام کہو اور انہیں بتاؤ کہ تمہیں بارش عطا کی جائے گی اور یہ بھی کہو کہ (امور خلافت ادا کرنے میں مزید) بیدار مغزی سے کام لو۔ اس صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی تو آپ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کیا اے میرے رب! جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے میں اس میں کوتاہی نہیں کرتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۳۲ رقم الحدیث ۱۲۰۵۱ مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ اس روایت کے بعد لکھتے ہیں۔

وروی ابن ابی شیبة باسناده صحیح۔

ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ نے اسے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(فتح الباری ج ۲ ص ۴۹۵ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)، (زرقانی علی المواہب ج ۸ ص ۷۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابن ہشام متوفی ۲۱۳ھ لکھتے ہیں۔

اہل مدینہ قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بارش کی دعا فرمائی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ زوردار بارش شروع ہوگئی۔ جب بارش زیادہ ہوگئی تو مدینہ منورہ کے آس پاس کے لوگوں نے حاضر ہوکر عرض کی کہ ہم تو ڈوب جائیں گے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے اردگرد بارش ہو ہم پر نہ ہو۔ چنانچہ بادل آس پاس سے اس طرح ہٹ گیا جیسے تاج ہو۔ اس موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حاشیہ......☆

لو ادرك ابو طالب هذا اليوم لسره فقال له بعض اصحابه يا رسول الله اردت قوله:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل

ترجمہ: اگر ابو طالب اس دن کو پاتے تو یقیناً انہیں خوشی ہوتی۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف ہے۔

گورے رنگ والے جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی جاتی ہے اور جو یتیموں اور بیواؤں کے ملجا و ماویٰ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام مع الروض الانف ج اص ۱۷۹ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں۔

حضرت سلیم بن عامر خبائری روایت کرتے ہیں۔

ان السما قحطت فخرج معاوية بن ابى سفيان رضى الله عنه واهل دمشق يستسقون فلما قعد معاوية على المنبر قال اين يزيد ابن الاسود الجرشى؟ قال فناداه الناس فاقبل يتخطى فامره معاوية فصعد المنبر فقعد عند رجليه فقال معاوية۔

اللهم انا نستشفع اليك اليوم بخيرنا وافضلنا اللهم انا نستشفع اليك بيزيد بن الاسود الجرشى يا يزيد ارفع يديك الى الله فرفع يزيد ورفع الناس ايديهم فما كان اوشك ان ثارت سحابة فى المغرب وهبت لها ريح فسقينا حتى كاد الناس لا يتصلون الى منازلهم۔

ترجمہ: (بہت عرصہ تک) آسمان سے بارش نہ ہوئی تو حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور اہل دمشق بارش کی دعا کے لیے باہر نکلے۔ پھر جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو فرمایا یزید بن الاسود الجرشی کہاں ہیں؟ لوگوں نے انہیں بلایا تو وہ پھلانگتے ہوئے تشریف لائے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم پر وہ منبر پر چڑھے اور ان کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے اللہ آج ہم بہتر اور افضل شخصیت کا وسیلہ پیش کرتے ہیں اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں یزید بن الاسود الجرشی کا وسیلہ پیش کرتے ہیں (پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا) یزید! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاؤ۔ انہوں نے ہاتھ اٹھائے۔ لوگوں نے بھی ہاتھ اٹھائے (اور دعا کی) اچانک مغرب کی طرف سے ایک بادل اٹھا ہوا چلنے لگی اور زوردار بارش شروع ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں کو گھروں تک پہنچنا مشکل ہوگیا۔

(طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۴۴۴ مطبوعہ دار صادر بیروت)

امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

لما اذنب آدم بالذى اذنبه رفع راسه الى العرش فقال اسالك بحق محمد الا غفرت لى فاوحى الله اليه وما محمد؟ ومن محمد؟ فقال تبارك اسمك لما خلقتنى رفعت راسى الى عرشك فاذا فيه مكتوب لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه ليس احد اعظم عندك قدرا ممن جعلت اسمه مع اسمك فاوحى الله اليه يا آدم انه آخر النبيين من ذريتك وان امته آخر الامم من ذريتك ولولا هو يا آدم ما خلقتك۔

ترجمہ: جب حضرت آدم علیہ السلام (اجتہادی) خطا ہوگئی تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا اے رب اگر تو نے مجھے معاف نہ فرمایا تو میں تجھ سے بحق محمد (ﷺ اپنی بخشش کا) سوال کرتا ہوں (کہ تو مجھے بخش دے) اللہ عزوجل نے ان کی طرف وحی کی اور فرمایا اے آدم! محمد کیا ہیں اور محمد کون ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے بابرکت نام والے جب تو نے مجھے اپنے دست

بزرگان دین کے اقوال

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے کہ نبی ﷺ مخلوق کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اولیاء اللہ اور علماء بھی وسیلہ ہیں۔ ہم صحابہ کرام کے قول اور عمل احادیث کے باب میں بیان کر چکے ہیں اب علماء اور اولیاء کے کلام کو سنو اور اپنا ایمان تازہ کرو۔

(۱) حضور غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ غوثیہ میں اپنے خداداد اختیارات بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں۔

وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال

میں جو دنیا پر راج کر رہا ہوں اور میرے قبضہ میں زمین و زمان مکین و مکان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نقش قدم پر ہوتا ہے اور اس کا مظہر ہوتا ہے میں نبیوں کے چاند رسولوں کے سورج حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدم پر ہوں معلوم ہوا کہ حضور غوث پاک کی نگاہ میں مصطفیٰ ﷺ ایسی اہم چیز ہیں کہ انہیں سارے مراتب عالیہ اسی سرکار سے میسر ہوئے۔

(۲) اماموں کے امام یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

انا طامع بالجود منك ولم يكن لابی حنیفة فی الانام سواك

یارسول اللہ میں حضور کی عطا کا امیدوار ہوں اور مخلوق میں ابوحنیفہ کے لئے آپ کے سوا کوئی نہیں۔

(قصیدۃ نعمان مع خیرات الحسان ص ۲۰۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا وسیلہ مانتے ہیں۔

(۳) امام بوصیری رضی اللہ عنہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔ اور مقبول بارگاہ مصطفیٰ ﷺ بھی ہو چکا ہے۔

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ ان تلقہ الاسد فی اجامها تجم

یعنی جس کی مدد رسول اللہ ﷺ فرمادیں وہ شیروں سے بھی بچ جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بھی حضور ﷺ کو ہر مصیبت کے دفع کا وسیلہ مانتے ہیں۔

حاشیہ.....☆

سے پیدا کیا تو میں نے سر اٹھا کر تیرے عرش کو دیکھا تو عرش (کے پایوں) پر لا الہ الا اللہ محمد رسول لکھا ہوا تھا سو میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا اے آدم (تم نے سچ کہا وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے) وہ تیری اولاد میں سے تمام انبیاء میں سے آخری ہے اور اس کی اُمت تیری اولاد میں سب سے آخری امت ہے اور اے آدم اگر وہ (محمد) نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

(طبرانی الاوسط ج ۶ ص ۳۱۴ رقم الحدیث ۶۵۰۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض)، (الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور ج ۱ ص ۵۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت)، (دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۵ ص ۴۸۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۶۷۲ رقم الحدیث ۴۲۲۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (الوفاء باحوال المصطفیٰ ص ۳۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

(۴) حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ اپنی کتاب بوستان میں فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم   بداں را بہ نیکاں بہ بخشند کریم

یعنی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکوں کے وسیلہ سے بروں کو بخش دے گا۔

معلوم ہوا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ علماء وصالحین کے وسیلہ سے گنہگاروں کی مغفرت مانتے ہیں۔

(۵) شیخ عطار فرید الدین قدس سرہ پندنامہ عطار میں فرماتے ہیں۔

آنکہ آمد نہ فلک معراج او   انبیاء و اولیاء محتاج او

یعنی نبی ﷺ وہ شان والے ہیں کہ نو آسمانوں کی معراج فرمائی اور تمام نبی ولی حضور ﷺ کو سارے نبیوں اور ولیوں کا وسیلہ مانتے ہیں۔

(۶) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم   نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اگر حضور ﷺ کے نام کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام نہ کرتے تو ان کی توبہ کبھی قبول نہ ہوتی۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ نہ پکڑتے تو غرق سے نجات نہ پاتے معلوم ہوا کہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ حضور ﷺ کو قبول دعا کا اور آفات سے بچنے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

(۷) مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

اے بسا در گور خفتہ خاک دار   بہ ز احیاء بنفع و انتشار

سایہ او بود و خاکش سایہ مند   صد ہزاراں زندہ در سایہ دے اند

بہت سے قبروں میں سونے والے بندے ہزاروں زندوں سے زیادہ نفع پہنچاتے ہیں ان کی قبر کی خاک بھی لوگوں پر سایہ فگن ہے لاکھوں زندے ان قبر والوں کے سایہ میں ہیں۔

معلوم ہوا کہ مولانا قدس سرہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کو وفات کے بعد زندوں کا وسیلہ مانتے ہیں۔

(۸) درود تاج شریف جو تمام اولیاء وعلماء کا ورد وظیفہ ہے اس میں ہے وسیلتنا فی الدارین۔ نبی ﷺ دنیا وآخرت میں ہمارے وسیلہ ہیں۔

(۹) مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر   ہست بس پر آفت و خوف و خطر

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو   ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن   گرچہ طفلے را کشد تو مو مکن

یعنی پیر پکڑ لو کیونکہ آخرت کا سفر بغیر پیر کے بہت خطرناک ہے اور جب پیر اختیار کرو تو اس کے تابع فرمان ہو جاؤ جیسے موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے کہ اگر پیر کشتی کو توڑ دے تو دم نہ مارو۔ اگر بچہ کو بلا قصور قتل کر دے تو اعتراض نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ پیر کا وسیلہ پکڑنا مولانا کے نزدیک لازم ہے۔

(۱۰) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا   تواں یافت جز در پئے مصطفےٰ

اے سعدی یہ خیال بھی نہ کرنا کہ حضور ﷺ کی پیروی کے بغیر تم راہ ہدایت پاسکو گے یعنی ایمان لانے اور اعمال کرنے کے بعد بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

(۱۱) حنفیوں کے معتبر عالم ملاعلی القاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزہۃ الخاطر الفاطر فی ترجمۃ شیخ عبدالقادر صفحہ ۶۱ میں فرماتے ہیں کہ حضور غوث پاک نے فرمایا۔

من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجتہ قضیت۔

یعنی جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد مانگے تو وہ مصیبت دور ہوگی اور جو کوئی تکلیف میں میرا نام لے کر پکارے تو تکلیف رفع ہوگی۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۶۱ سنی دارالاشاعت فیصل آباد)

اس کے بعد مولانا علی قاری نماز غوثیہ کی ترکیب بتا کر فرماتے ہیں۔ اس کا بارہا تجربہ کیا گیا۔ صحیح ثابت ہوا۔ ملاعلی قاری حضور غوث پاک کا وسیلہ پکڑ کر فرماتے ہیں کہ درست ہے اور حضور غوث پاک اپنا وسیلہ پکڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ ملاعلی قاری وہ بزرگ ہیں جن کو دیوبندی وہابی بڑے زور شور سے مانتے ہیں۔

(۱۲) شامی شریف کے مقدمہ میں ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسالت اللہ عند قبرہ فتقضی سریعاً۔

یعنی میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں۔ جب مجھ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر رب سے دعا کرتا ہوں۔ تو فوراً حاجت پوری ہوجاتی ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار ج ۱ ص ۴۱ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)، (الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ص ۹۴ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۲۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

مذہب کے اتنے بڑے امام یعنی امام شافعی رضی اللہ عنہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کو وسیلہ دعا بنا کر سفر کرکے وہاں آتے ہیں۔ اور ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔

(۱۳) حصن حصین شریف کے شروع میں آداب دعا ارشاد فرمائے اس میں بحوالہ بخاری و بزار دعا کا ایک ادب یہ بیان فرمایا۔

وان یتوسل الی اللہ تعالی بالانبیاء والصالحین من عبادہ۔

(حصن حصین ص ۴۴ مطبوعہ مصر)

یعنی دعا مانگے انبیاء اور نیک بندوں کے وسیلہ سے

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا نام دعا کی قبولیت کا وسیلہ ہے۔

(۱۴) اس کی شرح میں شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خصوصاً حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ کہ رجاء قبول بطفیل وے اکثر واتم داد فریادا کمل است وفعل انبیاء مرسلین وسیرت سلف صالحین است۔

یعنی خصوصیت سے حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اس میں قبولیت بہت زیادہ ہے اور گزشتہ پیغمبروں اور بزرگوں کی یہ سنت ہے اس جگہ شیخ عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا قصہ بیان کرتے ہیں

کہ حضور ﷺ کی طفیل سے قبول ہوئی۔

(۱۵) اس کی شرح الحرز الوصلین میں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

من المستحبات یعنی وسیلہ مستحب ہے۔

(۱۶) فقہاء فرماتے ہیں کہ استسقاء یعنی بارش مانگنے کی نماز میں جب جائیں تو شیر خوار بچوں کو ماؤں سے علیحدہ کر دیں اور جانوروں کو ساتھ لے جائیں کہ ان کے وسیلہ سے دعا ہو اور بارش ہو دیکھو عالمگیری شامی جوہرہ وغیرہ۔

دیکھو بارش مانگنے کے لیئے جانوروں اور بچوں کا وسیلہ اختیار کیا گیا۔

(۱۷) سلطان محمود غزنوی جب سومنات کے حملہ میں گھر گیا تو آپ نے شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے جبہ کو سامنے رکھ کر دعا کی۔ کہ مولا! اس کے وسیلہ سے فتح دے۔ اور ایسی فتح پائی کہ آج تک مشہور ہے۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جبہ اسی لیے دیا تھا۔ جو وسیلہ ثابت ہوا۔

حاشیہ......☆

امام ابن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں۔

وقبر ابی ایوب قرب سورها معلوم...... یستسقون به فیسقون۔

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر قلعہ کی فصیل کے قریب ہے اور سب کو معلوم ہے کہ وہاں پہنچ کر لوگ بارش کے لیے دعا کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۱ص ۴۰۵ مطبوعہ دارالجیل بیروت)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

یا ابا عبداللہ استقبل القبلة وادعو ام استقبل رسول اللہ ﷺ؟ فقال ولم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة ابيك آدم عليه السلام الى الله تعالىٰ يوم القيٰمة؟ بل استقبله واستشفع به جآءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔

ترجمہ: اے ابوعبداللہ کیا میں (زیارت نبوی کے وقت) دعا کرتے ہوئے قبلہ رخ ہوں یا حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف رخ کروں؟ امام مالک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (اے امیر!) تو حضور نبی اکرم ﷺ کی جانب سے منہ کیوں پھیرتا ہے حالانکہ وہ تمہارے لیے اور تمہارے جد اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے روز قیامت وسیلہ ہیں؟ بلکہ تو آپ ﷺ کی جانب متوجہ ہو (کر مناجات کر) اور آپ ﷺ کی شفاعت کا طالب ہو کہ آپ ﷺ اللہ کے سامنے تیری شفاعت فرمائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ج ۲ص ۵۹۶ مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)

امام ابوالقاسم قشیری متوفی ۴۶۵ھ امام معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کان من المشائخ الکبار مجاب الدعوة یستشفی بقبره یقول البغداد یون قبر معروف تریاق مجرب۔

ترجمہ: آپ بزرگ ترین مشائخ میں سے تھے۔ آپ کی دعا قبول ہوتی تھی۔ آج بھی آپ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر شفا یابی کی دعا کی جاتی ہے۔ اہل بغداد کہتے ہیں۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مجرب اکسیر ہے۔

(الرسالۃ القشیریہ ص ۴۱)، (تاریخ بغداد ج ۱ص ۱۲۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)، (صفۃ الصفوۃ ج ۲ص ۲۱۴ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

اقوال مخالفین

دیوبندیوں کے پیشوا بھی وسیلہ پر عقیدہ رکھتے تھے ہم وہ بھی پیش کرتے ہیں

(۱) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب نیل الشفاء بنعل مصطفیٰ میں فرماتے ہیں کہ فی زمانہ کثرت معاصی کی وجہ سے ہم پر بلیات کا ہجوم ہے اور دل وزبان کی کیفیت خراب ہونے کی وجہ سے تو یہ استغفار قبول نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی وسیلہ قوی ہو تو اس کی برکت سے حضور قلب بھی میسر ہوسکتا ہے اور امید قبول بھی ہے۔ منجملہ ان وسائل کے بہ تجربہ بزرگان نقشہ نعل مقدسہ حضور سرور عالم فخر دو عالم ﷺ نہایت قوی البرکات اور سریع الاثر پایا گیا ہے۔

غور کیجئے مولوی صاحب نے نبی ﷺ کی نعلین شریف کے نقشہ کو جو ہم خود کھینچ لیتے ہیں۔ قبول دعا کے لیئے بہترین وسیلہ بتایا۔ تو جس شہنشاہ کے جوتوں شریف کا نقشہ قبول دعا کا وسیلہ ہے تو خود نعل شریف کیسا وسیلہ ہوگا۔ اور پھر اس جوتہ شریف کو پہننے والا اللہ کا پیارا معراج والا تخت وتاج والا کس درجہ کا وسیلہ ہوگا۔ بے کسوں کا کس ہے اور بے بسوں کا بس ﷺ۔

حاشیہ.....☆

مشہور محدث ابن ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۵۴ھ حضرت امام علی رضا ابن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ما حلت بی شدة فی وقت مقامی بطوس وزرت قبر علی بن موسی الرضا صلوات اللہ علی جده وعلیه ودعوت اللہ تعالی ازلتها عنی الا استجیب لی وزالت عنی تلك الشدة وهذا شئی جربته مرارا۔

ترجمہ: شہر طوس قیام کے دوران جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی اور حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دے کر خدا تعالیٰ سے وہ مشکل دور کرنے کی دعا تو وہ ضرور قبول ہوئی اور مشکل دور ہوگئی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے میں نے بار ہا آزمایا ہے۔
(کتاب الثقات ج ۸ ص ۴۵۷ برقم ۱۴۴۱۱ مطبوعہ)

علامہ احمد بن احمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں۔

ذکر لبعض العارفین ان الادب فی التوسل ان یتوسل بالصالحین الی رسول اللہ ﷺ ثم به الی حضرة الحق عزوجل وتعاظمت اسماؤه فان مراعاة لواسطة علیها مدار قضاء الحاجات۔

ترجمہ: بعض عرفاء نے بیان کیا ہے کہ توسل کے آداب سے مراد یہ ہے کہ (جب آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے مزار اقدس پر حاضری دے کر صلوٰۃ وسلام عرض کریں تو پھر آپ کو یہ کرنا مناسب ہے کہ) ان دونوں خلفاء کو جناب رسول اللہ ﷺ کی جناب میں اور پھر آپ ﷺ کو بلند اور عظیم ناموں والے اللہ عزوجل کی جناب میں وسیلہ بنا کر دعا مانگیں کیونکہ واسطہ کی مراعات پر قضاء حاجات کا دارومدار ہے۔
(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ج ۱ ص ۲۶۰)

علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۳۰۶ھ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

وانی اساله تعالی متوسلا الیه بنبیه المکرم ﷺ وباهل طاعته من کل ذی مقام علی معظم وبقدوتنا الامام الاعظم ان یسهل علی ذلك من انعامه ویعیننی علی اکماله واتمامه۔

ترجمہ: میں حضور نبی اکرم ﷺ کو اور عالی مرتبت فرمانبردار بندوں کو اور خاص طور پر ہادی برحق امام اعظم رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنا کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنے احسان سے مجھ پر یہ مشکل آسان کردے اور اس کے اکمال واتمام کے لیے میری مدد فرمائے۔
(رد المحتار علی در المختار ج ۱ ص ۴ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) یہ ہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی اسی کتاب میں اسی نقشہ نعلین مبارک سے وسیلہ پکڑنے کا طریقہ یوں بیان کرتے ہیں۔

اس نقشہ کا باادب اپنے سر پر رکھے اور تضرع تمام جناب باری میں عرض کرے کہ الٰہی جس مقدس پیغمبر ﷺ کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لئے ہوئے ہوں ان کا ادنیٰ درجہ کا غلام ہوں۔ الٰہی اسی نسبت غلامی پر نظر فرما کر برکت اسی نقشہ نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرما۔ پھر فرماتے ہیں پھر سر پر سے اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بہت سے بوسے دے۔

(۳) یہ ہی مولوی اشرف علی صاحب اسی کتاب میں اسی نقشہ نعلین شریف کی برکات اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ اسی نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص تبرکاً اس کو اپنے پاس رکھے۔ ظالموں کو ظلم سے دشمنوں کے غلبہ سے شیطان سرکش سے حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے اگر حاملہ عورت دردزہ کی شدت میں اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائے۔

موجودہ دیوبندی حضرات اپنے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب کی عبارتیں غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ مولوی صاحب مذکور نے کس دھڑلے سے حضور اقدس ﷺ کے نعل شریف کے نقشہ کو وسیلہ مانا ہے اور لوگوں کو اس کا حکم دیا ہے بلکہ آخر کتاب میں فرماتے ہیں اور اس کو وسیلہ برکت سمجھیں کتاب کے آخری صفحہ پر اسی نعل شریف کا نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے۔

(۴) مولوی اشرف علی صاحب کے خلیفہ مولوی عبدالمجید صاحب نے مناجات مقبول کے آٹھوں حزب میں جس کا انہوں نے اضافہ کیا ہے یہ اشعار لکھے۔

ہیں جو تیرے بندہ خاص اے غنی — مولوی اشرف علی تھانوی
اس کے صدقہ میں دعا مقبول کر — یہ مناجات التجا مقبول کر

دیکھئے اپنے پیر کے توسل سے دعا قبول کرا رہے ہیں یہ ہے پیر کا وسیلہ۔

(۵) مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند قصائد قاسمی میں نبی ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

ترے بھروسہ پہ رکھتا ہے غرۂ طاعت — بنے گا کون ہمارا سوا ترے غمخوار

دیکھو! مولوی محمد قاسم صاحب نبی ﷺ پر بھروسہ رکھتے ہیں اس سے بڑھ کر وسیلہ کیا ہو سکتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

برا ہوں بد ہوں گنہگاریوں پر تیرا ہوں — ترا کہیں ہیں مجھے گو کہ ہوں میں نابکار

(قصائد قاسمی ص ۵۔۷۔۸)

(۶) مولوی اسمٰعیل صاحب صراط مستقیم دوسری ہدایت میں صفحہ ۶۰ میں فرماتے ہیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت حاصل ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت وقطبیت بلکہ غوثیت وابدالیت اور انہیں جیسے باقی خطابات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کے وساطت سے ہوتے ہیں اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

(صراط مستقیم ص ۶۰ مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ دیوبند انڈیا)

اسی عبارت میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دنیا کی نعمتیں جیسے بادشاہت وامارت اور آخرت کی نعمتیں جیسے ولایت وغوثیت سب کو ملتی ہیں۔

(۷) مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب شیم الطیب ترجمہ شیم الحبیب میں حسب ذیل اشعار تحریر فرماتے ہیں۔

دستگیری کیجئے میری نبی! کشمکش میں ہوں تم ہی میرے ولی
جز تمہارے کہاں ہے میری پناہ فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی
ابن عبداللہ! زمانہ ہے خلاف اے مرے مولا خبر لیجئے مری

اسی کتاب میں مولوی صاحب مثنوی شریف کا یہ شعر بھی نقل کرتے ہیں۔

نام احمد چوں حصارے شد حصین پس چہ باشد ذات آں روح الامین

یعنی جب محمد ﷺ کا مبارک نام مضبوط قلعہ ہے تو اس روح امین کی ذات مبارک کیسی ہوگی۔

(نشر الطیب فی ذکر ابن الحبیب ص ۱۸۶ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

(۸) شاہ ولی اللہ صاحب کشف قبور کے عمل میں تحریر فرماتے ہیں بعدہ ہفت کرہ طواف کند دوران تکبیر بخواند و آغاز از راست کند و بعدہ بطرف رخسار نہد۔ اس کے بعد قبر کا سات چکر طواف کرے اور اس طواف میں تکبیر کہے دائیں سے شروع کرے بعد میں قبر کی بائیں طرف اپنا رخسار رکھے۔

اس عبارت کو مولوی اشرف علی تھانوی نے کتاب حفظ الایمان میں نقل فرما کر اس عمل کے جائز ثابت کرنے کی کوشش کی۔

ان مذکورہ بالا عبارات سے پتہ لگا کہ بزرگوں کی ذات تو بہت اعلیٰ ہے ان کا نام بلکہ ان کی قبروں کی مٹی بھی وسیلہ ہے۔

(۹) شاہ ولی اللہ صاحب القول الجمیل میں مرید کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ثم یتلو الشیخ ھاتین الایتین یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ۔

یعنی پھر مرشد مرید کرتے وقت یہ دو آیتیں پڑھے پہلی آیت ہے۔

یا ایھا الذین امنو اتقوا اللہ اور دوسری آیت وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔

اس کی اردو شرح میں مولوی خرم علی صاحب وہابی کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ دوسری آیت وابتغوا الیہ الوسیلۃ میں وسیلہ سے مراد مرشد کی بیعت ہے آگے کہتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے مراد ایمان لیجئے اس واسطے کے خطاب اہل ایمان سے ہے۔ چنانچہ یا ایھا الذین امنوا اس پر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ اتقوا اللہ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبادت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت بین المعطوف والمعطوف علیہ ہے اس عبارت میں صاف طور پر مان لیا کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ میں وسیلہ سے مراد نہ ایمان کا وسیلہ نہ اعمال بلکہ مرشد کا وسیلہ مراد ہے ورنہ معطوف و معطوف علیہ کا فرق نہ ہوگا۔

(۱۰) مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے مرشد مولوی رشید احمد صاحب کے مرثیہ میں لکھتے ہیں۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب گیا وہ قبلہ حاجات روحانی وجسمانی
خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ ص ۸۔۹ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

مولوی صاحب اپنے مرشد کو جسمانی وروحانی حاجت روا اور انہیں خلقت کا مربی مانتے ہیں اس سے بڑھ کر وسیلہ کیا ہو سکتا ہے۔

عقلی دلائل

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے حسب ذیل دلائل سے۔

(۱) رب تعالیٰ غنی اور ہم سب فقیر جیسا کہ ارشاد تعالیٰ ہے۔ واللہ الغنی وانتم الفقراء اور وہ غنی ہمیں بغیر وسیلہ کے کوئی نعمت نہیں دیتا۔ ماں باپ کے وسیلہ سے جسم دیتا ہے استاد کے ذریعہ علم پیر کے ذریعہ سے ایمان۔ مالداروں کے ذریعہ سے دولت فرشتہ کے ذریعہ سے شکل ملک الموت کے ذریعہ سے موت۔ غرضیکہ کوئی نعمت بغیر وسیلہ نہیں دیتا۔ تو ہم فقیر محتاج ہو کر بغیر وسیلہ کے اس سے کیسے لے سکتے ہیں۔ وہ داتا اور غنی اور ہم منگتے اور فقیر اگر ہم نے بغیر وسیلہ اس سے لے لیا تو اس سے بڑھ گئے۔

(۲) دنیا ادنیٰ اور تھوڑی ہے۔ آخرت اعلیٰ اور زیادہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل متاع الدنیا قلیل اور فرماتا ہے والاخرۃ خیر وابقیٰ جب دنیا حقیر چیز بغیر وسیلہ نہیں ملتی تو آخرت جو دنیا سے اعلیٰ ہے بغیر وسیلہ کیونکر مل سکتی ہے اس لئے قرآن و ایمان دینے کے لیے پیغمبر ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

(۳) ہمارے اعمال کی مقبولیت مشکوک ہے اور نبی ﷺ و اولیاء اللہ کی مقبولیت یقینی ہے جب مشکوک اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں تو یقینی طور پر مقبول بندے بدرجہ اولیٰ وسیلہ ہیں۔

(۴) اعمال صالحہ وسیلہ ہیں رب سے ملنے کا۔ اور اعمال کا وسیلہ انبیاء اولیاء علماء تو یہ حضرات وسیلہ کے وسیلہ ہوئے اور وسیلہ کا وسیلہ بھی وسیلہ ہے۔ لہٰذا یہ حضرات بھی وسیلہ ہیں۔

(۵) حضور اقدس ﷺ سے پہلے تین سو سال تک خانہ کعبہ میں بت رکھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس سے کعبہ پاک وصاف کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کعبہ معظمہ جو خدا تعالیٰ کا گھر ہے وہ بھی بغیر وسیلہ مصطفیٰ ﷺ پاک نہ ہو سکا تو تمہارے دل بغیر اس ذات کریم کے وسیلہ کے ہرگز پاک نہیں ہو سکتے۔

(۶) اسلام میں پہلے بیت المقدس قبلہ تھا۔ پھر حضور سرکار دو عالم کی خواہش پر کعبہ معظمہ قبلہ بنا تاکہ معلوم ہو کہ وہ قبلہ جو ہزارہا عبادات کی صحت کا وسیلہ ہے وہ بغیر حضور ﷺ کے قبلہ نہ بن سکا لہٰذا تمہارا کوئی کام بغیر وسیلہ مصطفیٰ ﷺ مقبول نہیں ہو سکتا۔

(۷) رب فرماتا ہے۔ وکونوا مع الصدقین۔ سچوں کے ساتھ رہو اور سارے سچے اولیاء علماء وسیلہ کے قائل رہے لہٰذا وسیلہ کا ماننا ہی سچا راستہ ہے۔

(۸) شیطان نے ہزاروں برس بغیر وسیلہ والی عبادات کیں مگر وہ وسیلہ والا ایک سجدہ نہ کیا تو مردود ہو گیا ملائکہ نے وسیلہ والا سجدہ کر کے محبوبیت پائی۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ والی عبادت تھوڑی بھی ہو تو بھی مقبول بارگاہ الٰہی ہے۔

(۹) قیامت میں سب سے پہلے تلاش وسیلہ کی ہوگی پھر دوسرے کام یعنی بغیر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے رب تعالیٰ کوئی کام شروع نہ فرمائے گا۔ تاکہ معلوم ہو کہ آخرت میں ہماری عبادتیں ختم ہو جائیں گی مگر وسیلہ پکڑنا وہاں بھی باقی ہے۔

(۱۰) اگر بغیر وسیلہ عبادات درست ہوتیں تو کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ نہ ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ توحید بھی وہی معتبر ہے جو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانی جاوے عقلی توحید کا اعتبار نہیں۔ کلمہ طیبہ کے پہلے جز میں توحید ہے اور دوسرے جز میں وسیلہ توحید۔

(۱۱) نماز التحیات سے اور درود شریف سے مکمل ہوتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بابرکات نام کے بغیر نماز بھی نہیں ہوتی۔ جو اصل عبادت ہے۔

(۱۲) قبر میں مردہ سے تین سوال ہوتے ہیں۔ پہلا سوال تو حید کا اور دوسرا دین کا۔ مگر ان دونوں سوالوں کے جواب درست دینے پر بھی بندہ کامیاب نہیں ہوتا اور جنت کی کھڑکی نہیں کھلتی۔ سوال تیسرا یہ ہوتا ہے۔ ما کنت تقول فی حق ھذا الرجل تو اس کالی زلفوں والے ہرے گنبد والے محبوب کو کیا کہتا تھا؟ دیکھ یہ تیرے سامنے جلوہ گر ہیں۔ حضور کا فرمانبردار بندہ جواب دیتا ہے کہ یہ میرے رسول میرے نبی ہیں اور میں ان کا امتی ہوں۔

نکیرو! پہچانتا ہوں ان کو یہ میرے مولا یہ میرے داتا

مگر تم ان سے تو پوچھو اتنا یہ مجھ کو اپنا بتا رہے ہیں

تب بندہ پاس ہوتا ہے اور آواز آتی ہے۔ صدق عبدی افتحوا له باباً من الجنة میرا بندہ سچا ہے اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دو۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کے بغیر قبر میں بھی کامیابی نہیں ہوتی۔ وہاں اعمال کا ذکر نہیں ہوتا اعمال کا ذکر تو قیامت میں ہوگا۔

(۱۳) دنیا آخرت کا نمونہ ہے کہ یہاں سے حالات دیکھ کر وہاں کا پتہ لگاؤ۔ کہ ایسے ہی وہاں بھی ہوگا۔ اس لئے قرآن کریم میں دنیا کے حالات سے آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دنیا میں اصل فیض دینے والا ایک ہوتا ہے اور اس سے پہلا فیض لینے والا بھی ایک ہی ہوتا ہے پھر وسیلہ کے ذریعہ یہ فیض اوروں تک پہنچتا ہے۔ بادشاہ ایک اس کا وزیر ایک پھر حکام کے ذریعہ اس کے احکام رعایا تک پہنچتے ہیں سورج ایک اس کا وزیر اعظم چاند بھی ایک پھر اس سے فیض لیتے ہیں بے شمار تارے درخت کی جڑ ایک اور اس کا تنا ایک پھر گدے چند اور شاخوں سینکڑوں اور پتے ہزاروں ان ہزاروں پتوں میں جڑ کا فیض تنے اور گدوں اور شاخوں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے انسان کا دل جو گویا جسم کا بادشاہ ہے وہ ایک اس دل کا وزیر اعظم جگر ایک۔ پھر بہت سی رگیں وسیلہ کے طور پر جسم میں پھیلی ہوئی ہیں جن سے جسم کا ہر حصہ دل کا فیض لیتا ہے۔

پس اس طرح رب تعالیٰ شہنشاہ اعلیٰ احکم الحاکمین ایک اور محبوب اعظم حضور ﷺ بھی ایک۔ جو رب تعالیٰ سے فیض لیتے ہیں۔ پھر اولیاء علماء وسیلہ کی طرح عالم میں پھیلے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ رب کا فیض عالم کے ذرہ ذرہ میں پھیل رہا ہے ان وسائل کو چھوڑنے والا کا فیض عالم کے ذرہ ذرہ میں پھیل رہا ہے ان کو چھوڑنے والا رب کا فیض حاصل نہیں کر سکتا۔

(۱۴) جب کمزور قوی سے فیض لینا چاہے تو درمیان میں ایسے وسیلہ کی ضرورت ہوتی ہے جو قوی سے فیض لینے اور کمزوروں کو فیض دینے پر قادر ہو۔ اگر روٹی کو گرم کرنا ہے تو درمیان میں توے کی ضرورت ہے اور اگر سورج کو دیکھنا ہے تو بیچ میں اس ٹھنڈے شیشہ کی ضرورت ہے سورج کی تیز شعاعوں کو ٹھنڈا کر کے آنکھ کے دیکھنے کے قابل بنا دے۔ اللہ تعالیٰ قوی ہے۔ ان اللہ قوی عزیز اور تمام بندے کمزور اور ضعیف خلق الانسان ضعیفا۔ ناممکن تھا کہ کمزور اور ضعیف بندہ بلا واسطہ غالب قوی رب سے فیض لے لیتا۔ روٹی نار سے بلا واسطہ فیض لینے سے مجبور و معذور ہے تو ہم کمزور نور مطلق سے فیض لینے سے معذور ہیں اسی لئے خالق ومخلوق۔ رب ومربوب کے درمیان ایک ایسے برزخ کبریٰ کی ضرورت تھی جو رب سے فیض لینے اور مخلوق کو فیض دینے پر قادر ہو ادھر رب اعلان کرے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ نبی کا کلام رب کا فرمان ہوتا ہے ادھر وہ برزخ کبریٰ انما انا بشر مثلکم کہہ کر بندوں کو اپنی طرف مائل فرمائے کہ اے لوگو گھبراؤ نہیں میں تم جیسا ہی بشر ہوں فرشتہ یا جن وغیرہ کی جنس سے نہیں ہوں اسی وسیلہ عظمیٰ کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل — خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

(۱۵) اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کا وسیلہ پکڑنا برا اور ناجائز ہے تو نماز بھی منع ہونی چاہیے کیونکہ بالغ مردہ کے لئے ہم وسیلہ بن کر دعا اللھم اغفر لحیتنا ومیتنا (سنن الترمذی ج ۳ ص ۳۴۳ رقم الحدیث ۱۰۲۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت) اور نابالغ مردہ کو ہم اپنا وسیلہ بناتے ہیں اور دعا کرتے ہیں۔

اللھم اجعله لنا فرطاً واجعله لنا اجرا وذخرا واجعله لنا شافعاً ومشفعاً۔

خدایا اس بچہ کو قیامت میں ہمارا پیش رو بنا کر ہمیں جنت میں لے جاوے اور ہمارے لئے ثواب کا وسیلہ اور نیکی کا ذخیرہ بنا اور اسے ہمارا سفارشی بنا نماز جنازہ وسیلہ پر ہی قائم ہے۔

(۱۶) مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار ہے کیوں؟ کیا دوسری مسجدیں خدا کا گھر نہیں ہیں؟ صرف اسی لئے یہ ثواب بڑھا کہ اس میں حضور مصطفیٰ احمد مجتبیٰ سرکار دو عالم ﷺ آرام فرمار ہے ہیں اسی طرح مسجد بیت المقدس میں کئی ہزار پیغمبر جلوہ گر ہیں کعبہ میں بھی ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ۔ اس لئے کہ وہ حضور پرنور ﷺ کا مقام پیدائش ہے اور وہاں بیت اللہ چاہ زمزم اور مقام ابراہیم ہے ان کے وسیلہ سے ثواب زیادہ ہو گیا وسیلہ والی عبادت کا درجہ زیادہ ہے۔

(۱۷) اور مسجدوں میں پہلی صفوں کا درجہ زیادہ مگر مسجد نبوی میں تیسری صف کا ثواب بڑھ کر۔ اور مسجدوں میں صف کا داہنا حقہ افضل مگر مسجد نبوی شریف میں صف کا بایاں حصہ افضل کیوں؟ اس لئے کہ تیسری صف روضہ شریف سے قریب تر ہے جیسے جسم میں دل۔ اب بائیں طرف کھڑے ہونے میں روضہ پاک سے زیادہ قریب ہوگا اور جتنا زیادہ قریب اتنا ثواب زیادہ۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ذات بابرکات مقبولیت کے لئے وسیلہ عظمٰی ہے ﷺ۔

(۱۸) بزرگوں کا وسیلہ اور نبی ﷺ کا علم غیب یہ ایسے مسائل ہیں جن کے مسلمان تو کیا۔ کفار منافقین بلکہ جانور بھی قائل تھے۔ دیکھو فرعون پر جب عذاب آتا تھا تو موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا ابوجہل وغیرہ کفار قحط اور دیگر مصیبتوں میں حضور سرور کونین ﷺ کے پاس دعا کے لئے آتے تھے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وقالوا یایھا الساحر ادع لنا ربک بما عھد عندک لئن کشفت عنا الرجز الخ۔

فرعون نے ڈوبتے وقت کہا۔ **امنت برب موسیٰ وھارون** جانور مصیبت میں حضور ﷺ کے پاس فریاد لاتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ فریاد رس ہی سرکار دو عالم ﷺ ہیں۔

(۱۹) اگرچہ ریل ساری لائن سے گزرتی ہے مگر ملتی اسٹیشن پر ہی ہے۔ ایسے ہی رب کی رحمت کے اسٹیشن انبیائے کرام اور اولیائے عظام ہیں اس لئے ان کے پاس جاؤ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جآء و ک** الخ یہی وسیلہ ہے۔

(۲۰) بادشاہ کی خاطر عمدہ جگہ اعلیٰ ہوا اور دیگر تکلفات کا انتظام ہوتا ہے جو بادشاہ کے پاس آ کر بیٹھ جاوے تو وہ بھی ان چیزوں سے فائدہ اٹھا لیتا ہے ایسے ہی جہاں اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوتے ہیں وہاں رب کی رحمت کے پنکھے چلتے ہیں جو ان کی بارگاہ میں اخلاص سے حاضر ہو جاوے وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ یہی وسیلہ ہے اسی لئے بزرگوں کے مزارات کے پاس گنہگار اپنی قبریں بنواتے ہیں مسجدیں تیار کراتے ہیں۔ وہ عبادات کرتے ہیں تاکہ ان کی طفیل بخشش ہو اور نماز زیادہ قبول ہو۔

(۲۱) اگر معمولی کام کا تعلق پیغمبر سے ہو جاوے تو اچھا بن جاتا ہے اور اگر اچھے کام کا تعلق پیغمبر سے نہ ہو تو برا ہو جاتا ہے نفس اور نام کے لئے لڑنا فساد کہلاتا ہے اور حضور مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کے لئے لڑنا جہاد کہلاتا ہے فساد گناہ اور جہاد اعلیٰ عبادت ہے قابیل اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے قریباً ایک قسم کا قصور ہوا۔ لیکن قابیل کے قصور کی بنا عورت کی محبت تھی اور ان کے قصور کی بنا نبی کی محبت پر یہ چاہتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کو علیحدہ کرا دو تو حضرت یعقوب علیہ السلام ہم سے محبت کریں گے لہذا نتیجہ میں یہ فرق ہے کہ قابیل تو مردود مرا۔ اور یہ لوگ محبوب بن گئے کہ انہیں تاروں کی شکل میں حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا معلوم ہوا کہ وسیلہ پیغمبر اعلیٰ چیز ہے۔

دوسرا باب

وسیلہ اولیاء اللہ پر اعتراضات و جوابات

ساری امت مصطفیٰ ﷺ کا اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ پکڑا جاوے جیسے پہلے باب میں گزر چکا ہے مگر اب آخر زمانہ میں ایک ملحد ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم نے وسیلہ اولیاء اللہ کا انکار کیا علمائے دین نے ابن تیمیہ کو گمراہ اور گمراہ کن فرمایا ہے موجودہ زمانہ کے وہابی دیوبندی ابن تیمیہ کی پیروی میں وسیلہ کے منکر ہوگئے اب چونکہ اسی مسئلہ پر زور ہے۔ اس لیئے ہم اس باب میں ان کے تمام ان دلائل کا جواب دیتے ہیں جواب تک وہ پیش کر سکے ہیں بلکہ عام وہابی دیوبندیوں کو یہ اعتراضات معلوم ہی نہیں ہوتے جو ہم ان کی وکالت میں بنا کر جواب دیتے ہیں رب تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

بعض دیوبندی تو وسیلہ اولیاء اللہ کے مطلقاً منکر ہیں اور بعض وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ ہونے کے منکر ہیں اور زندہ ولیوں کے وسیلہ کے قائل ہیں ہم دونوں کے دلائل اور جواب عرض کرتے ہیں۔

اعتراض (۱)......رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما لكم من دون الله من ولي و لا نصير۔

یعنی تمہارا مددگار خدا کے سوا کوئی نہیں۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مددگار ہے اور کسی کو وسیلہ بنانا ایک طرح مددگار ماننا ہے یہ شرک ہے۔

جواب:۔ اس کے تین جواب ہیں ایک یہ کہ من دون اللہ سے مراد ہے خدا تعالیٰ کے مقابل ہو کر یعنی اگر رب تمہیں عذاب دینا چاہے تو کوئی خدا کے مقابل اس کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ لہذا اولی اللہ کا وسیلہ درست ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **وان يخذلكم فمن ذاالذي ينصركم من بعده وعلى الله فليتوكل المومنون** ۔ اگر رب تعالیٰ ہی تمہیں رسوا کرنا چاہے تو تمہاری مدد کون کر سکتا ہے مسلمانوں کو رب پر ہی توکل کرنا چاہیے یہ آیت تمہاری پیش کردہ آیت کی تفسیر ہے دوسرے یہ کہ یہاں مدد سے مستقل مدد مراد ہے یعنی مستقل مدد رب تعالیٰ کی ہی ہے باقی وسیلوں کی مدد رب تعالیٰ کے اذن اور اسی کی اجازت سے ہے تیسرے یہ کہ اس سے مراد ہے اگر تم کفر اختیار کرو تو تمہارا مددگار کوئی نہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے **وما للظالمين من انصار** ۔ ظالموں یعنی کافروں کا کوئی مددگار نہیں اگر یہ مطلب نہ کئے جائیں تو بتاؤ اس آیت کے کیا معنی ہوئے۔ **انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويوتون الزكوة وهم راكعون۔** یعنی اے مسلمانوں تمہارے مددگار اللہ اور اس کا رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں یہاں تین ذاتوں کو ولی فرمایا گیا نیز فرماتا ہے۔ **والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض** ۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض بعض کے مددگار ہیں ان میں ماسوا اللہ کی مدد کا ثبوت ہے اور تمہاری پیش کردہ آیت میں ان کی نفی ہے تو ایسے معنی کرو جس سے تعارض پیدا نہ ہو۔

اعتراض (۲)......رب تعالیٰ کفار کا کفریہ عقیدہ بیان کرتا ہے **ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى** ۔ یعنی ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لئے کہ ہمیں رب تعالیٰ سے قریب کر دیں معلوم ہوا کہ کفار بتوں کو خدا نہیں مانتے مگر خدا رسی کا وسیلہ سمجھتے تھے جسے شرک کیا گیا ہے لہذا کسی کو وسیلہ سمجھنا شرک ہے۔

جواب:۔ اس کے بھی دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ وسیلہ ماننے کو رب نے کفر نہیں فرمایا۔ بلکہ ان کے پوجنے کو شرک کہا فرمایا۔ **نعبدهم** ہم اس لئے انہیں پوجتے ہیں کسی کو پوجنا واقعی شرک ہے اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام یا کسی ولی کی عبادت کرے وہ مشرک ہے۔

الحمد للہ مسلمان کسی وسیلہ کی پوجا نہیں کرتے۔ دوسرے یہ کہ مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا کے دشمن ہیں۔ مسلمان اللہ کے پیاروں کو وسیلہ سمجھتا ہے وہ کفر اور یہ ایمان دیکھو مشرک گنگا کا پانی لاتا ہے تو مشرک اور مسلمان آب زمزم لاتے ہیں وہ مومن ہیں کیونکہ مسلمان آب زمزم کی اس سے تعظیم کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے اسی طرح مشرک ایک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے وہ مشرک ہے آپ بھی کعبہ کے سامنے سجدہ کوتے ہیں بلکہ مقام ابراہیم کو سامنے لے کر حج میں نماز پڑھتے ہیں آپ مومن ہیں کیوں؟ اس لئے کہ کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اسی لئے وہ اس تعظیم سے کافر ہے اور ان چیزوں کو نبیوں سے نسبت ہے ان کی تعظیم عین ایمان ہے۔

دیوالی کی تعظیم شرک ہے مگر رمضان اور محرم کی تعظیم ایمان ہے۔ تفسیر روح البیان شریف میں سورہ احقاف میں **اتخذوا من دون اللہ قربانا الھۃ** کی تفسیر میں فرمایا کہ وسیلہ دو قسم کا ہے وسیلہ ہدے اور وسیلہ ہوی۔ یعنی ہدایت کا وسیلہ اور گمراہی کا وسیلہ نبی۔ ولی الہام وحی ہدایت کا وسیلہ ہے اور بت شیطان وسوسے گمراہی کے وسیلے ہیں۔ آیت پیش کردہ ہیں وسیلہ ہوی کو اختیار کرنا کفر ہے وہی اس آیت میں مراد ہے۔

اعتراض (۳)......رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **سوآء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفرلھم لن یغفر اللہ لھم** برابر ہے کہ آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی دعا مغفرت کا وسیلہ نہیں۔ جب آپ کی دعا کا وسیلہ نہیں تو دیگر اولیاء کا ذکر ہی کیا ہے۔ یہ اعتراض گجرات کے جاہل دیوبندی وہابیوں کا ہے۔

جواب:۔ یہ آیت ان منافقین کے حق میں اتری ہے جو حضور ﷺ کے منکر تھے اور دیوبندیوں کی طرح براہ راست رب تک پہنچنا چاہتے تھے اسی آیت سے پہلے یہ ہے۔ **واذا قیل لھم تعلوا لیستغفرلکم رسول اللہ لو واروسھم ورایتھم یصدون وھو مستکبرون**۔ جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں تو آپ سے یہ لوگ یعنی منافق منہ موڑ لیتے اور غرور کرنے ہوئے حاضری بارگاہ سے رک جاتے ہیں پھر فرمایا کہ اے محبوب جو آپ سے بے نیاز ہوں اور آپ اپنی رحمت سے ان کے لئے دعائے مغفرت کر بھی دیں ہم تو انہیں نہیں بخشیں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارے وسیلہ کے بغیر جنت میں جائے اس آیت سے تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ نفی۔ یہی قرآن مسلمانوں کے متعلق فرماتا ہے وصل علیھم اے نبی (ﷺ) آپ مسلمانوں کو دعا دیں۔ اگر حضور ﷺ کی دعا بے کار ہو تو اس کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔ جناب بات یہ ہے۔

باراں کہ درلطافت طبعش خلاف نیست

درباغ لالہ روید ودر شورہ بوم خس

بارش ہے تو فائدہ مند۔ مگر بد قسمت شورہ زمین اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتی۔ اس میں اس زمین کا اپنا قصور ہے نہ کہ بارش کا۔

اعتراض (۴)......رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولا تصل علی احد منھم مات ابداً ولاتقم علی قبرہ۔

یعنی ان میں سے کسی کی آپ نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔

(سوہ التوبہ آیت نمبر ۸۴)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نعش کو اپنی قمیص پہنائی اور اس کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا۔ اور اس کے جنازہ کی نماز۔ پڑھی تب یہ آیت اتری جس میں نبی ﷺ کو ان کاموں سے منع فرمادیا۔ دیکھو حضور کی دعا نماز جنازہ قمیص پہنانا منہ میں لعاب ڈالنا سب بے کار گیا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ اس کے اعمال خراب تھے معلوم ہوا کہ وسیلہ کوئی چیز نہیں۔

جواب:۔ اس کا جواب اس میں موجود ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ انھم کفروا باللہ ورسولہ وما تواوھم فسقون۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور کفر پر مر گئے اور وہ فاسق ہیں۔ معلوم ہوا کہ چونکہ وہ زندگی میں منافق تھا اور کفر پر موت ہوئی۔ اس لئے اس کے لئے کوئی وسیلہ مفید نہ ہوا وسیلہ مومنوں کے لئے ہیں کافروں کے لئے نہیں۔ اعلیٰ دوائیں بیماریوں کے لئے مفید ہیں۔ مردہ کے لئے نہیں اور گنہگار مومن گویا بیمار ہے اور کافر اور منافق مردہ ہے۔

اعتراض (۵)...... رب تعالیٰ قیامت کے بارے میں فرماتا ہے۔

یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ اور کہیں فرماتا ہے فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین۔ یعنی اس دن نہ تجارت ہوگی نہ دوستی کام آئے گی نہ کسی کی سفارش۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں سارے وسیلے ختم ہو جائیں گے۔

جواب:۔ یہ سب آیتیں کافروں کے لئے ہیں مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں اس لئے آگے رب تعالیٰ فرماتا ہے والکافرون ھم الظلمون۔ مسلمانوں کے لئے رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقون۔

اس دن سارے دوست دشمن بن جائیں گے سوا پرہیزگاروں کے کفار کی آیت مومن پر پڑھنا بے دینی ہے نیز فرماتا ہے۔

یوم لاینفع مال ولابنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔

اس دن مال واولاد کام نہ آئے گی۔ سوا اس کے جو رب کے پاس سلامت دل لے کر آوے۔ معلوم ہوا کہ مومن کا مال واولاد قیامت میں کام آویں گے۔

اعتراض (۶)...... رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا یھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو۔ اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح یعنی جنت پاؤ اس میں وسیلہ سے مراد اعمال کا وظیفہ ہے۔ نہ کہ بزرگوں کا۔ کیونکہ جن بزرگوں کو وسیلہ بناتے ہو وہ خود اعمال کرتے ہیں۔

(سورہ المائدہ آیت نمبر ۳۵)

جواب:۔ اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آ چکے تھے اگر وسیلہ سے بھی مراد اعمال ہوں تو آیت میں تکرار بے کار ہوگی۔ لہٰذا یہاں وسیلہ سے مراد بزرگوں کا وسیلہ ہے دوسرے یہ کہ اگر اعمال کا وسیلہ مراد ہے تو مسلمانوں کے بچے دیوانہ مسلمان اور وہ نومسلم جو مسلمان ہوتے ہی مر گیا۔ ان کے پاس اعمال نہیں وہ کس کا وسیلہ پکڑیں تیسرے اگر اعمال کا وسیلہ مراد ہے تو شیطان کے پاس اعمال بے شمار تھے وہ اس کے لئے وسیلہ کیوں نہ بنے۔ چوتھے یہ کہ اگر اعمال ہی مراد ہوں تو اعمال بھی نبی کے وسیلہ سے حاصل ہوتے ہیں تو وہ حضرات اعمال کے وسیلہ ہوئے اور وسیلہ کا وسیلہ خود وسیلہ ہوتا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے اعمال بزرگوں کی نقل ہیں۔ رمی (حج میں کنکر مارنا) حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل ہے۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نقل ہے قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نقل۔ طواف میں اکڑ کر چلنا حضرت نبی کریم ﷺ کی نقل ہے۔ اس لئے ان اعمال پر ثواب ملتا ہے کہ یہ اچھوں کی نقل ہے اس کی نہایت نفیس تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو جس میں بیان کیا گیا ہے کہ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کلمہ غرضیکہ ہر عبادت کسی کی نقل ہے حدیث شریف میں ہے کہ جنت خالی رہ جائے گی۔ تو ایک جماعت جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جاوے گی۔ بتاؤ اس جماعت نے کون سے اعمال کئے تھے۔

نوٹ ضروری

جنت کا داخلہ تین طرح ہوگا۔ کسبی۔ وہبی وعطائی۔ کسبی وہ جس میں جنتی کے عمل کو دخل ہو۔ جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے جزآء بما کانو یعلمون۔ جنت وہبی وہ جو کسی بندے کی طفیل سے ملے اپنے عمل کو کوئی دخل نہ ہو۔ جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور دیوانہ مسلمان کہ یہ جنتی ہیں۔ مگر بغیر اعمال جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ الحقنا بهم ذريتهم جنت عطائی وہ جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملے کسی اور شے کو دخل نہ ہو جیسے جنت بھرنے کے لئے جو مخلوق پیدا ہوگی یا جو بغیر شفاعت جنت میں جائیں گے۔ جنہیں جہنمی کہا جاوے گا جن کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ رب تعالیٰ اپنا ایک قدرت کا لپ (چلو) جہنمی لوگوں سے بھر کر جنت میں داخل کرے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا ایمان شرعی نہ تھا۔ مگر وسیلہ حضور ﷺ سب کو درکار ہے۔ غرضیکہ بغیر اعمال جنت مل سکتی ہے بغیر وسیلہ جنت ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی۔

اعتراض (۷)...... قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کی شفاعت فرمائی تو آپ سے فرمایا گیا یا نوح انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح۔ اے نوح! یہ آپ کے گھر والوں سے نہیں اس کے اعمال خراب ہیں معلوم ہوا کہ عمل خراب ہوتے پر نبی ولی وسیلہ نہیں۔

جواب:۔ جی ہاں اس کنعان کا عمل خراب یہ تھا کہ وہ نبی کا وسیلہ کا منکر تھا اور طوفان آنے پر وہ آپ کے دامن میں نہ آیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا یابنی ارکب معنا ولا تكن مع الكفرين۔ یعنی اے بیٹا! ہمارے ساتھ سوار ہوجا۔ کافروں کے ساتھ نہ رہو۔ تو اس نے جواب دیا قال ساوی الی جبل یعصمنی من المآء میں پہاڑ کی پناہ لے لوں گا وہ مجھ کو پانی سے بچا لے گا۔ اس لئے غرق ہوگیا۔ اب جو نبیوں کے وسیلہ کا منکر ہے وہ اس سے عبرت پکڑے۔

اس آیت میں تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ انکار۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کا وسیلہ قبول کر لیتا تو ہرگز غرق نہ ہوتا۔

اعتراض (۸)...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لئے دعا کرنا چاہی تو فرمادیا گیا۔

يا ابراهيم اعرض عن هذا انه قد جاء امر ربك وانهم اتيهم عذاب غير مردود۔

یعنی اے ابراہیم ان کے لئے دعا نہ کرو۔ ان پر عذاب آ کر ہی رہے گا۔ دیکھو پیغمبر کی دعا غیر مقبول ہوئی۔

جواب:۔ قوم لوط کافر تھی اور کفار کے لیئے کوئی وسیلہ مفید نہیں کیونکہ وہ نبی کے وسیلہ کے منکر ہوتے ہیں قرآن فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر سامری سے فرمایا۔ اذهب فان لك في الحيوة ان تقول لا مساس۔ خبیث تجھے اپنی زندگی میں یہ نوبت پہنچ جائے گی کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے گا کہ مجھ کو کوئی نہ چھونا حضرت کلیم اللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے منہ کی یہ نکلی ہوئی بات ایسی درست ہوئی کہ اس کے جسم میں یہ تاثیر ہوگئی کہ جو اس سے چھوتا اسے بھی بخار ہو جاتا۔ اور خود سامری کو بھی۔ ان خدا تعالیٰ کے پیاروں کی زبان کا یہ عالم ہے۔

نوٹ ضروری

انبیاء علیہم السلام کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے ہاں ان کی وہ دعائیں جن کے خلاف رب کا فیصلہ ہو چکا ہو اور قلم چل چکا ہو۔ اگر پیغمبر ایسی دعا کریں تو انہیں سمجھا کر روک دیا جاتا ہے اس روکنے میں ان کی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے یعنی اے پیارے یہ کام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ناممکن ہو چکا ہے اور ہمیں یہ منظور نہیں کہ تمہاری زبان خالی جاوے لہٰذا تم اس بارے میں دعا ہی نہ کرو۔

سبحان اللہ! معترض نے جو دعائیں پیش کیں۔ وہ سب اسی قسم کی ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ان دعاؤں کا پیغمبروں کو ثواب مل جاتا ہے کیونکہ دعا مانگنا بھی عبادت ہے۔ اگرچہ قبول نہ ہو۔ اس لیئے رب نے فرمایا۔ **سو آء علیهم استغفرت لهم ام لم تستغفرلهم الخ** آپ کا دعا کرنا یا نہ کرنا ان منافقوں کے لیئے برابر ہے کہ ان کی مغفرت نہیں ہوسکتی۔ آپ کو ضرور ثواب مل جائے گا یہاں **علیهم** فرمایا علیک نہ فرمایا۔

اعتراض (۹)......مشکوٰۃ شریف باب الانذار میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔

لا اغنی عنك من الله شیئاً۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب الانذار والتحذیر الفصل الاول ص ۴۶۰ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

میں اللہ کے عذاب کو تم سے دفع نہیں کر سکتا۔ جب نبی کریم ﷺ اپنی دختر کے لئے وسیلہ نہیں۔ تو ہمارے لئے کیونکر وسیلہ ہو سکتے ہیں اور جب حضور ﷺ ہی وسیلہ نہ ہوئے تو دوسرے ولیوں کا ذکر ہی کیا۔

جواب:۔ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ رب تعالیٰ کے مقابل ہو کر تم سے رب کے عذاب کو دفع نہیں کر سکے یہ وسیلہ تو رب کے اذن سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے مقابل۔ دوسرے یہ کہ اے فاطمہ! اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو ہم تم سے عذاب دفع نہیں کر سکتے۔ یعنی وسیلہ مومنین کیلئے ہوتا ہے کافروں کے لئے نہیں حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نبی زادہ ہونے کے باوجود ہلاک ہو گیا کفر کی وجہ سے۔ اگر یہ عذاب نہ مانا جائے تو یہ حدیث قرآن کریم کے بھی خلاف ہو جائے گی اور دیگر احادیث کے بھی رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **انما ولیکم الله ورسوله والمومنون**۔ تمہارے مددگار اللہ رسول اور مسلمان ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں **کل نسب منقطع یوم القیامة الا نسبی وسببی** قیامت کے دن سارے ذریعے اور رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ سوا میرے ذریعے اور رستہ کے (شامی باب غسل میت ج ا ص ۶۳۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) فرماتے ہیں۔ **شفاعتی لاهل الکبائر من امتی**۔ میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہوگی۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ گناہ کبیرہ والے حضور ﷺ کی طفیل بخشے جاویں اور لخت جگر نور نظر کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکیں۔

(ردالمحتار علی درالمختار ج ا ص ۶۳۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نوٹ ضروری

حضور اقدس ﷺ کی طفیل بعض فوائد کفار بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ جیسے دنیا میں قہر الٰہی سے امن اور قیامت کے دن میدان محشر سے نجات اور حساب کا شروع ہونا اس لحاظ سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے۔ **رحمة للعالمین**۔

بعض فوائد وہ ہیں جو صرف متقیوں کو پہنچتے ہیں گنہ گاروں کو نہیں جیسے درجات بلند کرانا اس معنی کے لحاظ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ سنت کو چھوڑنے والا میری شفاعت سے محروم ہے یعنی بلندی درجات کی شفاعت۔

بعض فوائد وہ ہیں جو صرف گنہ گاروں کو پہنچیں گے نیکو کاروں کو نہیں جیسے گناہوں کی معافی کیونکہ نیکو کاروں کے پاس گناہ ہوتے ہی نہیں ان مسلمانوں کو محفوظ کہا جاتا ہے انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں۔ یعنی گناہ کر سکتے نہیں اور خاص اولیاء گناہوں سے محفوظ یعنی وہ گناہ کرتے نہیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
ارچہ محفوظ اند محفوظ از خطا

ان کے لئے معافی گناہ کی شفاعت نہیں۔ ان کے لحاظ سے فرمایا گیا کہ **شفاعتی لاهل الکبائر من امتی**۔ میری شفاعت میری امت کے اہل الکبائر کے لئے ہے۔

تمہاری پیش کردہ حدیث میں دوسری قسم کے فوائد مراد ہیں۔ بشرطیکہ ایمان قبول نہ کیا جائے۔

یہ بھی خیال رہے کہ یہاں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو فرمایا گیا ہے اور دوسروں کو سنایا گیا ہے ورنہ حضور ﷺ کی طفیل ابولہب کا عذاب ہلکا ہوا۔ ابوطالب دوزخ میں جانے بچ گئے۔

اعتراض (۱۰)...... بخاری شریف، کتاب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے اور فرماتے تھے:

انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون۔

ترجمہ: الٰہی ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے بارش بھیجتا تھا اور اب ان کے چچا کے وسیلے سے بارش مانگ رہے ہیں۔ بارش بھیج پس بارش آتی تھی۔

(صحیح بخاری ابواب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا ج ا ص ۳۴۲ رقم الحدیث ۹۶۳ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

معلوم ہوا کہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے زندوں کو وسیلہ پکڑنا جائز۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ پکڑا۔ حضور ﷺ کا وسیلہ چھوڑ دیا۔

یہ ان دیوبندیوں وہابیوں کا اعتراض ہے جو زندہ بزرگوں کے وسیلہ کے قائل ہیں وفات یافتہ کے وسیلہ کے منکر ہیں۔

جواب:۔ اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

الزامی جواب تو یہ ہے کہ اگر وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے تو چاہیئے کہ حضور کی وفات کے بعد کلمہ شریف میں سے حضور کا اسم شریف علیحدہ کر دیا جاتا۔ صرف **لا الہ الا اللہ** رکھا جاتا۔ اور التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام بند کر دیا جاتا۔ درود شریف ختم کر دیا جاتا۔ کیونکہ یہ سب حضور پرنور ﷺ سے وسیلہ ہی تو ہیں حالانکہ یہ سارے کام باقی رہ گئے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ مصطفیٰ ﷺ بعد وفات بھی ویسے ہی ہے۔ ہم پہلے باب میں ثابت کر چکے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس ﷺ کے بال شریف اور لباس شریف دھو کر بیماروں کو پلاتے اور صحت ہوتی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بارش کے لئے روضہ پاک کی چھت کھلوا دی۔ قبر شریف کھول دی اور بارش آئی قرآن پاک فرما رہا ہے کہ حضور سے پہلے والی امتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کے وسیلہ سے دعائیں مانگتی تھیں **و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا**۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے نعلین شریف۔ ٹوپی شریف کی طفیل فتح حاصل کی جاتی تھی۔ **فیه بقیة مما ترك ال موسی وال هرون تحمله الملئکة**۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد مسلمانوں کی امداد فرمائی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں بتاؤ یہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ ہے کہ نہیں نیز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے ان کے اسم مبارک کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی تھیں تو کیا اب ان کے اسم شریف کی تاثیر بدل گئی۔ ہرگز نہیں۔

دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان یہ بتا رہا ہے کہ حضور انور ﷺ کے صدقہ سے ان کے

اولیاء کا بھی وسیلہ جائز ہے۔ یعنی وسیلہ نبی سے خاص نہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی نہ تھے ولی تھے۔ نیز معلوم ہو رہا ہے کہ جس کو نبی ﷺ سے نسبت ہو جائے اس کا بھی وسیلہ جائز ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔

وانا نتوسل الیك بعم نبینا۔

ترجمہ: یعنی ہم اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا کے وسیلہ سے بارش مانگتے ہیں۔

(صحیح بخاری ابواب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذ اقحطوا ج اص ۳۴۲ رقم الحدیث ۹۶۳ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

اسی حدیث کی شرح میں امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں **ای بوسیلۃ الرحیم التی بینہ وبین النبی ﷺ**۔ یعنی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اس لئے دعا کی کہ ان کو نبی ﷺ سے قربت تھی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث سے وسیلہ اولیاء ثابت کیا۔ چنانچہ وہ شرح حصن حصین میں آداب الدعا وسیلہ اولیاء کے تحت فرماتے ہیں۔

قصہ استسقاء عمر ابن الخطاب لعباس ابن عبدالمطلب از یں باب است یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش مانگنا اسی وسیلہ اولیاء سے ہے۔

اسی حصن حصین کی شرح میں اسی مقام پر ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

وھو من المندوبات وفی صحیح البخاری فی الاستسقآء حدیث عمر انا کنا نتوسل الیك نبینا ﷺ وانا نتوسل الیك بعم نبیك فاسقنا فلیسقو والحدیث عثمان ابن حنیف فی شان الاعمیٰ۔

ترجمہ: یعنی دعا میں انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پکڑنا مستحب ہے بخاری کی اس روایت کی وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوسیلہ عباس رضی اللہ عنہ دعا کی اور حضرت عثمان ابن حنیف کی روایت کی وجہ سے نابینا کی دعا میں۔

ہاں اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ فرماتے کہ مولا اب تک ہم تیرے نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے اب ان کی وفات کے بعد ان کا وسیلہ چھوڑ دیا۔ اب حضرت عباس کی طفیل دعا کرتے ہیں تب تمہاری دلیل درست ہوتی مگر نفی کا ذکر نہیں۔ لہذا دلیل غلط ہے۔ انبیاء اولیاء کا وسیلہ صحیح ہے۔

اعتراض (۱۱)......حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے پاس زکوۃ نہ دینے والے اپنے سروں پر گائے۔ بھینسیں بکریاں لادے ہوئے آئیں گے۔ اور ہم سے شفاعت کی درخواست کریں گے ہم یہ فرما کر ان کو ہٹا دیں گے کہ ہم نے تم تک احکام پہنچا دیئے تھے تم نے کیوں عمل نہ کیا۔ اب شفاعت کیسی؟

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ زکواۃ نہ دینے والے مجرموں کا وسیلہ کوئی نہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ کام نہ آیا۔ تو دوسرے کا وسیلہ بدرجہ اولے کام نہیں آسکتا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب الزکوۃ باب اثم مانع الزکوۃ میں ہے۔

ولایاتی احدکم یوم القیامۃ ببعیر یحملہ علی عنقہ لہ رغاء فیقولو یا محمد فاقول لااملك لك شیئا قد بلغت۔

(صحیح البخاری کتاب الزکوۃ باب اثم مانع الزکوۃ ج اص ۱۸۸ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نوٹ ضروری

یہ واہیات اعتراض مولوی مودودی صاحب کا ہے جو زمانہ موجودہ کے مجدد۔ اور نہ معلوم کیا کیا بنتے ہیں۔

جواب:۔ اس اعتراض کے جو جواب ہیں ایک یہ کہ معاملہ ان لوگوں سے ہوگا جو زکوۃ کی فرضیت کے منکر ہو گئے تھے جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شروع زمانہ خلافت میں ہوا اور جن پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد فرمایا اور زکوۃ کی فرضیت کا

منکر کافر ہے۔ اور کافروں کے لیئے نہ وسیلہ ہے نہ شفاعت لہذا اس کا تعلق مسلمانوں سے نہیں۔

دوسرا جواب یہ کہ اس حدیث میں شفاعت نہ کرنے کا ذکر ہے نہ کہ شفاعت نہ کر سکنے کا۔ یعنی نبی ﷺ شفیع مختار اور وسیلہ با اختیار ہیں۔ اگر چاہیں کریں نہ چاہیں نہ کریں ان پر ناراضگی ظاہر فرمانے کے لیئے یہ ارشاد ہوگا۔ اگر اس حدیث کے یہ مطلب نہ ہوں تو اس حدیث شریف کے مخالف ہوگی۔

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔

ترجمہ: میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیئے ہوگی۔

(سنن الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرائق باب ماجاء فی الشفاعۃ ج ۴ص ۶۲۵ رقم الحدیث ۲۴۳۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (سنن ابوداؤد کتاب السنہ باب فی الشفاعۃ ج ۴ص ۲۳۶ رقم الحدیث ۴۷۳۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نیز ان تمام آیات قرآنیہ کے خلاف ہوگی جو پہلے باب میں مذکور ہوئیں۔

نوٹ ضروری

وسیلہ دو طرح کے ہیں ایک مجبور جیسے سورج روشنی کا وسیلہ ہے اور بارش رزق کا۔ قرآن کریم رب کی بخشش کا ماہ رمضان عفوسیات کا۔

دوسرا با اختیار جیسے انبیاء و اولیاء کی شفاعت اور دنیا میں حکیم وکیل حاکم شفا و عدل کے وسیلے ہیں کہ کریں یا نہ کریں۔ اس حدیث شریف میں جو معترض نے پیش کی۔ حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے خداداد اختیار کا ذکر ہے۔

اعتراض (۱۲)...... بخاری شریف حدیث غار میں ہے کہ تین شخص جنگل میں جا رہے تھے کہ بارش آگئی پناہ پکڑنے کے لئے غار میں گھس گئے۔ ایک چٹان پتھر کی غار کے منہ پر گری جس سے غار کا منہ بند ہوگیا تو ان لوگوں نے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی۔ ایسی شدت کے موقع پر کسی پیر کا وسیلہ انہوں نے نہیں پکڑا بلکہ اپنے اعمال کا۔ معلوم ہوا کہ بندے کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں۔

جواب:۔ اس حدیث شریف میں صرف یہ ہے کہ ان شخصوں نے اعمال کے وسیلہ سے دعا کی۔ یہ کہاں ہے کہ بزرگوں کا وسیلہ جائز نا جائز ہے دعویٰ کچھ اور ہے دلیل کچھ اور ہے۔ اعمال کا وسیلہ جائز ہے اور بزرگوں کا بھی ایک جائز پر عمل کرنے سے دوسرا جائز کیسے حرام ہوگیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ میں جاتے وقت حضرت جبرائیل کے عرض کرنے پر بھی اس آفت کے دور ہونے کی دعا نہ کی۔ نبی ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ مگر دفع کی دعا نہ کی تو کیا اس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ دعا مانگنا ہی حرام ہے یہ اعتراض نہایت ہی لغو ہے۔

اعتراض (۱۳)...... شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ندارم غیر از تو فریاد رس

پتہ لگا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی فریاد نہیں سنتا۔ پھر وسیلہ کیسا اگر وسیلہ مانو تو غیر خدا کو فریاد رس ماننا پڑے گا۔

جواب:۔ اس جگہ حقیقی فریاد رس مراد ہے اس کی نفی ہے خدا کے حکم سے اس کے پیارے بندے فریاد رس ہیں۔ یہی شیخ سعدی علیہ الرحمۃ گلستان میں فرماتے ہیں۔

ہر کہ فریاد رس روز مصیبت خواہد

گو در ایام سلامت بجوانمردی کوشش

جو چاہتا ہے کہ مصیبت کے دن میرا کوئی فریاد رس بنے اس سے کہہ دو کہ آرام کے زمانے میں لوگوں سے اچھا سلوک کرے۔

ایک دوا کا نام شربت فریادرس ہے کہو یہ نام شرک یا نہیں؟ تعجب ہے کہ شربت تو فریادرس بن جاوے۔ مگر نبی ﷺ فریادرس نہ ہوں۔

(۱۴) بوستان میں ہے۔

بہ تہدید گر بر کشد تیغ حکم

بمانند کروبیان صم وبکم

یعنی اگر رب تعالیٰ ڈرانے کے لئے حکم کی تلوار کھینچے تو جن فرشتے بھی گونگے اور بہرے رہ جائیں گے۔

کہیئے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ جیسے بزرگ فرشتوں جیسی معصوم جماعت کو بیکار فرما رہے ہیں اور روں کے وسیلہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

جواب:۔ جناب! یہاں رب کے مقابلے میں یہ بات کہی گئی ہے یعنی اگر وہ غضب فرمادے تو کوئی اس کے مقابل دم نہیں مار سکتا۔ یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے گفتگو تو اس بارے میں ہے کہ رب تعالیٰ کی اجازت اور اس کی مرضی سے اس کے مقبول بندے محرم بندوں کی سفارش کر سکتے ہیں۔ اور رب تعالیٰ ان کی طفیل گنہ گاروں کے گناہ بخش دیتا ہے یہ وسیلہ ہے اس شعر کو وسیلہ کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں شیخ سعدی قدس سرہ یہ شعر نہ دیکھا۔

چہ باشد کہ مشتی گدایان خیل بمہمان دار السلامت طفیل

یا رسول اللہ! کیا اچھا ہو کہ ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کی طفیل جنت کے مہمان خانہ میں پہنچ جاویں۔

نیز فرماتے ہیں۔

خدا یا بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

الٰہی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کی طفیل میرا خاتمہ ایمان پر ہو یہ صاف بزرگوں کا وسیلہ ہے۔

نیز فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ در روز امید وبیم بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

قیامت کو نیکوں کے وسیلہ سے خدائے کریم گنہ گاروں کو بخش دے گا۔

اعتراض (۱۴)...... اگر اللہ کے مقبول بندے خدا رسی کا وسیلہ بھی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ کو پالینے کے بعد ان کو چھوڑ دینا چاہیئے جیسے ریل گاڑی میں اسی وقت تک بیٹھتے ہیں جب تک کہ منزل مقصود تک پہنچیں مقصود پر پہنچ کر اسے چھوڑ دیتے ہیں مسلمان نے کلمہ پڑھ لیا رب کو پالیا اب بزرگوں کی کیا ضرورت رہی۔

جواب:۔ وسیلے دو طرح کے ہوتے ہیں ایک محض وسیلہ جیسے سفر کے لئے ریل گاڑی۔ دوسرا وہ وسیلہ جس سے مقصد وابستہ ہے۔ جیسے روشنی کے لئے چراغ۔ پہلی قسم کا وسیلہ مقصود پر پہنچ کر چھوڑ دیا جائے گا۔ لیکن دوسری قسم کا وسیلہ کبھی نہیں چھوٹ سکتا۔ ورنہ فوراً مقصود فوت ہو جائے گا روشنی چراغ کے دم سے قائم ہے۔ اگر اسے گل کیا تو اندھیرا ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے دوسری قسم کا وسیلہ ہیں اسی لئے رب تعالیٰ نے نبی ﷺ کو نور فرمایا۔ کہیں سراج منیر یعنی چمکتا ہوا سورج۔ مقصد یہ ہے کہ جیسے آفتاب کی ضرورت ہمیشہ ہے ایسے ہی پیارے دنیا کو تمہاری حاجت دائمی ہے اس لئے قبر میں ان کے نام پر کامیابی اور حشر میں ان کے دم پر نجات رکھی ﷺ۔

اعتراض (۱۵)...... جب خدا تعالیٰ سب کا رب ہے اور اس کا نام رب العلمین ہے تو پھر کسی وسیلہ کی کیا ضرورت ہے ہر شخص اس کے دروازے پر بلا واسطہ جاوے اور فیض لے وسیلہ کا مسئلہ اس کے رب العلمین ہونے کے خلاف ہے۔

جواب:۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ رازق العباد ہے اور شافی الامراض ہے پھر تم رزق تلاش کرنے کے لئے امیروں کے پاس اور شفا لینے کے لئے حکیموں کے پاس کیوں جاتے ہو تمہارا ان لوگوں کے پاس جانا بھی خدا تعالیٰ کے رازق اور شافی ہونے کے خلاف ہے وہ حکم الحاکمین ہے پھر مقدمہ کچہری کے حکام کے پاس کیوں لے جاتے ہو؟

جناب! وسیلے رب تعالیٰ کے دروازے ہیں یا اس کے چکران کے ہاتھوں سے جو کچھ ہوتا ہے وہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ انبیائے کرام رب تعالیٰ کے مختار خدام ہیں۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ ان وسیلوں کی ضرورت رب تعالیٰ کو نہیں بلکہ ہم کو ہے جیسے روٹی کو توے کے ذریعے سے گرم کیا جاتا ہے تو آگ گرم کرنے میں توے کی محتاج نہیں بلکہ روٹی کو احتیاج ہے۔

رب تعالیٰ سب کا ہے مگر اس کی ربوبیت کے مظہر یہ چیزیں ہیں سانپ اس کی قہاریت کا مظہر ہے اور دیگر آرام وہ چیزیں اس کی رحمت کی تجلی گاہ ہیں۔

اعتراض (۱۶)...... وسیلہ کے مسئلہ سے لوگ بدعمل ہو جائیں گے۔ جب انہیں خبر ہوگی کہ حضور ﷺ بخشوالیں گے تو پھر عمل کرنے کی زحمت کیوں گوارہ کریں؟

جواب:۔ یہ اعتراض ایسا ہے جیسے آریہ کہتے ہیں کہ توبہ کے مسئلہ سے بدعملی اور زکوۃ کے مسئلہ سے بیکاری بڑھ جاتی ہے کیونکہ جب مسلمانوں کو خبر ہے کہ توبہ سے گناہ بخشے جاتے ہیں تو پھر خوب گناہ کر کے توبہ کر لیا کریں گے اور جب غریبوں کو خبر ہو کہ مالداروں کی زکوۃ ہزاروں روپیہ سالانہ نکلتی ہے پھر کمائی کیوں کریں جب ملے یوں تو محنت کرے کیوں؟ جو اس کا جواب ہے وہی اس اعتراض کا ہے۔

جناب! جیسے توبہ کی قبول کا یقین۔ مالداروں کی زکوۃ ملنے کا یقین ملے یا نہ ملے۔

ایسے ہی اگر بدعملی کی گئی تو یقین نہیں وسیلہ نصیب ہو یا نہ ہو میں تو کہتا ہوں کہ وسیلہ کے انکار سے بدعملی بڑھے گی۔ کیونکہ جب گنہ گار شفاعت سے مایوس ہوگا تو خوب گناہ کرے گا کہ دوزخ میں تو جانا ہی ہے لاؤ دس گناہ اور کر لو۔ شیخ فرماتے ہیں۔

نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود بر آرد بہ چنگال چشم پلنگ

جب تک بلی کو جان بچنے کی امید رہتی ہے تب تک چیتے سے بھاگتی ہے۔ مگر جب پھنس کر جان سے مایوس ہو تو چیتے پر حملہ کر دیتی ہے مایوسی دلیری پیدا کرتی ہے۔

اعتراض (۱۷)...... مشرکین عرب اسی لئے مشرک ہوئے کہ وہ بتوں کو رب کا بندہ تو سمجھتے تھے مگر ان سے غائبانہ مدد مانگتے تھے۔ اور انہیں خدا رسی کا وسیلہ جانتے تھے۔ وہ کسی بت کو خالق یا مالک نہیں مانتے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولئن سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ۔

اور اگر آپ مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

معلوم ہوا کہ وہ مشرک صرف اس لئے مشرک ہوئے کہ انہوں نے رب کے بندوں کو بندہ مان کر انہیں حاجت روا، مشکل کشا، فریاد رس مانا۔ اسی طرح تم بھی نبیوں ولیوں کو مانتے ہو تم اور وہ برابر ہو۔

جواب:۔ ایک ہے رب تعالیٰ کی قدرت اور ایک ہے رب کا قانون۔ قدرت تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ چاہے تو ہر چھوٹا بڑا کام بغیر کسی وسیلہ کے خود ہی کرے۔ قدرت کا اظہار اس آیت شریف میں ہے۔ **انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔** اس کی

شان تو یہ ہے کہ کسی چیز کو چاہے تو کن فرمادے تو وہ شئی ہو جائے۔

اس قانون کا اظہار صدہا آیات میں ہے۔ مثلاً

قل یتوفکم ملك الموت الذی وکل بکم۔

فرمادو تمہیں ملک الموت موت دے گا جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے۔

ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۔

نبی ﷺ انہیں پاک فرماتے اور کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔

وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیراً۔

کہو کہ یا اللہ! جیسے میری ماں باپ نے صغر سنی میں مجھے پرورش فرمایا تو بھی ان پر رحم فرما۔ دیکھو موت دینا۔ پاک کرنا۔ پالنا رب تعالیٰ کا کام ہے مگر دیوبندیوں کے ذریعہ سے ہوا۔

مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ ایک خدا اتنے بڑے جہان کا انتظام نہیں فرما سکتا لہذا اس نے اپنے بعض بندے اپنی مدد کے لئے عالم سنبھالنے کے لئے مقرر کئے ہیں یعنی انہوں نے بندوں کو رب تعالیٰ کے برابر کر دیا۔ لہذا وہ مشرک ہوئے۔ اسی لئے قیامت میں وہ بتوں سے کہیں گے۔

تاللہ ان کنا لفی ضلال مبین از نسویکم برب العالمین۔

خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے کہ ہم تمہیں خدا کے برابر سمجھتے تھے۔

معلوم ہوا کہ وہ بتوں کو بندہ مان کر رب تعالیٰ کو ان کا حاجتمند مانتے تھے قرآن کریم اس وسیلہ کی تردید فرماتا ہے۔

لم یتخذ ولداً ولم یکن له شریك فی الملك ولم یکن له ولی من الذل وکبرہ تکبیراً۔

یعنی رب تعالیٰ نے نہ اپنا بچہ بنایا نہ ملک میں اس کا کوئی شریک ہے نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی ولی ہے۔ یعنی جو اس نے جو اولیاء مقرر فرمائے وہ اپنی شان ظاہر کرنے کے لئے بنائے نہ کہ کمزوری اور عاجزی کی وجہ سے۔

پتہ لگا کہ مشرک خدائے تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ رب تعالیٰ کے بعض بندے اس لئے ان کے ولی ہیں کہ خدا اتنے بڑے کام پر خود قادر نہیں۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں۔ مشرکین اولیاء کو ایسا مانتے تھے۔ جیسے کونسل کا ممبر اور مسلمان اولیاء کو ایسا مانتے ہیں جیسے بارگاہ عالیہ کے خدام اور کارندے۔ لہذا وہ مشرک تھے اور یہ مومن رہے۔ غرضیکہ جو رب تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہو وہ مشرک ہے اور جو قدرت مان کر رب کے قانون کا منکر ہے۔ وہ وہابی ہے۔

نوٹ ضروری

ہم اپنی زندگی میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی کوئی نعمت ہمیں بغیر وسیلہ نہیں ملی۔ پیدائش و پرورش ماں باپ کے وسیلہ سے علم و ہنر استاد کے وسیلہ سے۔ تندرستی حکیم کے وسیلہ سے موت ملک الموت کے وسیلہ سے۔ غسل غسال کے وسیلہ سے کفن درزی...... کے وسیلہ سے دفن گورکن کے وسیلہ سے۔ پھر آخرت کی نعمتیں تو دنیاوی نعمتوں سے کہیں زیادہ ہیں اور بغیر وسیلہ کیسے مل سکتی ہیں۔ کلمہ قرآن روزہ نماز رب کی پہچان غرض کہ یہ ساری نعمتیں حضور ﷺ کے وسیلہ سے ملیں پھر وسیلہ کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل۔

نوٹ:۔ ساری عبادات کا فائدہ صرف ان انسانوں کو ہوتا ہے مگر وسیلہ کا فائدہ انسان، جن، فرشتہ، جانور بلکہ درخت زمین۔ زمان سب کو ہوتا ہے مکہ معظمہ حضور ﷺ کے وسیلہ سے افضل ہوا۔ کوہ طور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے اعلیٰ ہوا۔ آب زمزم حضرت

اسمٰعیل علیہ السلام کی طفیل سے متبرک ہوگیا۔ ایوب علیہ السلام کو شفا دینے کے لئے فرمایا گیا۔

ارکض برجلك هذا مغتسل بارد و شراب۔

اپنا پاؤں زمین پر رگڑو اس سے جو پانی کا چشمہ پیدا ہوا سے پیو اور اس سے غسل کرو۔ چنانچہ اس سے آپ کو شفا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا دھوون ان کے پاؤں کے وسیلہ سے شفا بن جاتا ہے غرضیکہ بزرگوں کا وسیلہ ہر چیز کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

اعتراض (۱۸)......موجودہ وہابی یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان خواہ کتنا ہی بزرگ ہو۔ مرنے کے بعد اس جہان سے بے خبر ہو جاتا ہے یہاں کی اسے بالکل خبر نہیں رہتی۔ دیکھو اصحاب کہف تین سو سال تک سو کر جب جاگے تو انہوں نے سمجھا ہم دن بھر سوئے حضرت عزیز علیہ السلام سو برس تک وفات یافتہ رہ کر جب زندہ کئے گئے تو رب نے کم لبثت ؟ تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ تو عرض کیا۔ لبثت یوماً او بعض یوم یعنی میں دن یا اس سے بھی کم ٹھہرا۔ فرمایا گیا۔ بل لبثت مائۃ عام تم یہاں سو برس رہے۔ اگر ان کی توجہ اس جہان پر ہوتی۔ تو اس مدت کے اندازہ میں کیوں غلطی کرتے جب اتنے بزرگوں کو یہاں سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ تو دیگر اولیاء اللہ کا ذکر ہی کیا ہے جب یہ لوگ یہاں سے ایسے بے تعلق ہیں تو ان کی قبروں پر جاکر ان کے وسیلہ سے دعا کرنا یا ان سے حاجت مانگنا بالکل ہی عبث ہے۔

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے وفات کے بعد اس دنیا سے تعلق رکھتے ہیں یہاں کی خبر رکھتے ہیں معراج شریف کی رات سارے پیغمبروں نے حضور ﷺ کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی حجۃ الوداع کے موقعہ پر بہت سے پیغمبروں نے شرکت کی جس کی خبر نبی ﷺ نے دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معراج شریف کی رات پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ اگر وہ حضرات اس عالم میں پہنچ کر ادھر سے بے خبر ہو جاتے ہیں تو انہیں حضور ﷺ کی معراج اور حجۃ الوداع کی خبر کیسے ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز کم کرنے کی ضرورت پڑی؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

وسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة يعبدون۔

اے نبی ﷺ اپنے سے پہلے پیغمبروں کو پوچھو کیا ہم نے خدا کے سوا اور معبود بنائے ہیں؟ اگر وہ پیغمبر اس دنیا سے بے خبر ہو گئے تو پھر پوچھنا کیسا؟

مردہ قبرستان میں آنے والے کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

اصحاب کہف اور حضرت عزیز علیہ السلام کے معجزے اور کرامت کا دکھانا منظور تھا اس لئے رب تعالیٰ نے انہیں خصوصیت سے اس دنیا سے بے توجہ کر دیا اگر اصحاب کہف کو اپنے سونے کی مدت کا پتہ ہوتا تو بازار میں نہ آتے اور کرامت لوگوں پر ظاہر نہ ہوتی جیسے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا دل جاگتا رہتا ہے۔ صرف آنکھ سوتی ہے مگر تعریس کی رات رب نے حضور ﷺ کے دل کو اپنی طرف متوجہ فرما لیا۔ اور نماز فجر قضا ہوگئی تاکہ امت کو نماز قضا پڑھنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

اگر نبی ولی وفات کے بعد اس طرف سے بالکل بے تعلق ہو جاتے ہیں تو ہمارے درود و سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک کیسے پہنچتے ہیں۔ نیز مردوں کو ثواب کیسے پہنچتا ہے۔ ایسے شخص کو سلام کرنا منع ہے جو جواب نہ دے سکے جیسے سونے والا۔ استنجا والا۔ نمازی اور اذان کی حالت اگر نبی کریم ﷺ سنتے ہی نہیں اور جواب نہیں دے سکتے تو ان کو سلام کرنا منع ہونا چاہیے تھا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام پر حقیقتاً سو سال گزرے ہوں لیکن جتنا ایک دن جیسے قیامت کا دن ہزاروں سال کا ہوگا۔ مگر

مومن کے لیئے ایک نماز کے برابر ہوگا وہاں دونوں کا اثر موجود تھا کہ گدھے پر سو سال گزر گئے تھے اور شربت پر ایک دن۔ لہذا عزیر علیہ السلام کا ایک دن فرمانا بھی ٹھیک تھا۔ وہ جتنے کے لحاظ سے تھا۔ اور رب تعالیٰ کا اسے سو سال فرمانا بھی ٹھیک تھا کہ وہ حقیقت پر مبنی تھا۔

اعتراض (۱۹)...... نبی ﷺ نے بہت کوشش کی کہ ابو طالب ایمان لے آویں مگر نہ لائے تو آپ کیا کر سکتے ہیں بلکہ آیت اتری انك لاتهدی من احببت جس سے تم محبت کرو اسے ہدایت نہیں دے سکتے جب اپنے پیاروں کا وسیلہ نہیں بن سکتے تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔

جواب:۔ اس آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ جس سے آپ محبت کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ ہر بشر سے محبت فرماتے سب ہی پر کرم کرتے ہی۔ کافر ہو یا مومن۔ مخلص ہو یا منافق۔ مگر ہدایت اسے ملے گی جو آپ سے محبت کرے اور آپ سے جو محبت کرے گا وہ آپ کی بات مانے گا ابو طالب نے آپ سے محبت نہ کی اور آپ کی بات نہ مانی کلمہ نہ پڑھا لہذا ہدایت نہ پا سکے اس میں خود ان کا اپنا قصور ہے اگر آفتاب سے روشنی حاصل نہ کر سکے تو اس کا نصیب۔ آفتاب روشنی دینے میں کوتاہی نہ کرتا۔ پھر بھی ابو طالب کو حضور ﷺ کی خدمت کا یہ فائدہ پہنچ گیا کہ وہ دوزخ میں نہیں رکھے گئے۔ بلکہ آگ کے جھیرے میں ہیں جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے۔

اعتراض (۲۰)...... نبی ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی خدمت نہ کی تو اوروں کی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ پھر وسیلہ کیا؟

جواب:۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگی ہی نہیں تا کہ صبر میں فرق نہ آوے جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں جاتے وقت رب سے مدد نہ مانگی۔ نیز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ استقامت کہ اتنی شدید اور سخت مصیبتوں میں ثابت قدم رہے حضور ﷺ کی مدد سے ہوئی۔

اعتراض (۲۱)...... قرآن شریف سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہ السلام اپنی زندگی میں بھی دنیا سے بے خبر رہتے ہیں دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو گم پا کر لوگوں سے پوچھا کہ ہدہد کو میں نہیں دیکھتا۔ اگر واقف تھے تو پوچھا کیوں؟ نیز ہدہد نے آ کر کہا میں وہ چیز دیکھ کر آیا ہوں جو آپ نے نہیں دیکھی یعنی بلقیس اور اس کا تخت دیکھو ہدہد کی خبر سے پہلے آپ کو نہ بلقیس کا پتہ لگا نہ شہر سبا کا۔ جب وہ کسی کی خبر ہی نہیں رکھتے تو وسیلہ کیسے بن سکتے ہیں۔

جواب:۔ اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر نہ تھی۔ ہدہد نے آپ کی بے خبری کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ عرض کیا۔ انی احطت بما لم تحط به۔ میں اس چیز کا احاطہ کر کے اور دیکھ کر آیا ہوں جس کو آپ نے جا کر نہ دیکھا اور واقعی آپ اس وقت تک وہاں با یں جسم شریف نہ گئے تھے خبر تو آپ کو تھی مگر اظہار نہ تھا تا کہ پتہ لگے کہ پیغمبر کی صحبت میں رہنے والے جانور بھی ہزاروں کے لئے ایمان کا وسیلہ بن جاتے ہیں دیکھو ہدہد ہی کے ذریعہ سے سارے یمن والوں اور بلقیس وغیرہ کو ایمان نصیب ہوا اور بھی ہزار رہا اس میں حکمتیں تھیں حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ بن کر بھی اپنے والد ماجد کو خبر نہ بھیجی اس لئے نہیں کہ آپ ان سے بے خبر تھے۔ بلکہ وقت کا انتظار تھا اور آپ کی انتہائی عظمت کا ظہور ہونے والا تھا کہ قحط سالی میں تمام عالم کا رزق آپ کے ہاں پہنچا اور سب لوگ روزی میں آپ کے حاجتمند کیئے گئے۔

اچھا بتاؤ کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف کو بلقیس کا تخت لانے کا حکم فرمایا تو انہوں نے نہ تو کسی ملک یمن کا پتہ پوچھا اور نہ بلقیس کا گھر دریافت کیا نہ تخت کی جگہ تلاش کی بلکہ جھپکنے سے پہلے تخت لا کر حاضر کر دیا انہیں بھی بلقیس کے سارے مقامات کی خبر تھی یا نہیں تھی۔ اور ضرور تھی تو جن کی صحبت میں رہ کر یہ کمال حاصل کیا تھا۔ وہ بے خبر ہوں یا ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ قال الذی

عندہ علم من الکتاب جس کے پاس کتاب کا علم تھا انہوں نے کہا انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک میں تخت بلقیس آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا بتاؤ وہ کتاب آصف نے کس سے پڑھی تھی خود حضرت سلیمان علیہ السلام سے تعجب ہے کہ شاگرد کو خبر ہو۔اور استاذ کو نہ ہو۔رب تعالیٰ سمجھ دے غرضیکہ آپ کو علم تھا مگر وقت سے پہلے اظہار نہ تھا۔طلب وسیلہ برائے حصول مرادات از خدائے تعالیٰ چیزے دگر است۔

اعتراض (۲۲)......رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ فیغفر لمن یشآء ویعذب من یشآء۔رب تعالیٰ جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے عذاب دے گا جن نبیوں اور ولیوں کو تم مغفرت کا وسیلہ سمجھتے ہو خود ان کی مغفرت یقینی نہیں۔نہ معلوم ان کی بخشش ہو یا نہ ہو۔اگر وہ تمہارے وسیلے ہیں تو بتاؤ اگر خدا تعالیٰ انہیں پکڑے تو ان کا وسیلہ کون بنے گا۔من یشآء میں کن عام ہے نبی ولی سب کو شامل ہے (بعض بے ادب دیوبندی)

جواب:۔ اس کے دو جواب ہیں ایک عالمانہ دوسرا صوفیانہ۔عالمانہ جواب یہ ہے کہ بندے تین طرح کے ہیں ایک وہ جن کے جہنمی ہونے کی خبر دی گئی جیسے ابولہب اور اس کی بیوی جمیلہ جن کے بارے میں فرمادیا گیا۔

سیصلیٰ نارا ذات لہب و امراتہ الخ (پارہ ۳۰ سورہ لہب آیت نمبر ۳۔۴) یہ اور اس کی بیوی عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچیں گے۔دوسرے وہ جن کے جنتی ہونے کی خبر دی گئی۔فرمادیا گیا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔(پارہ ۳۰ سورہ البینہ آیت نمبر ۸) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے یا فرمادیا کلا وعد اللہ الحسنیٰ اللہ تعالیٰ نے ان سب سے جنت کا وعدہ کر لیا۔تیسرے وہ جن کے متعلق کوئی خبر نہ دی گئی جیسے ہم لوگ۔پہلی جماعت کا دوزخی ہونا اور دوسری جماعت کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہونا ایسی ہی اس کی صفت ہے جیسے اس کا ایک ہونا تمہاری پیش کردہ آیات میں تیسری جماعت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

صوفیانہ جواب یہ ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے نیک اعمال کی توفیق دے کر جنتی بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گمراہ کر کے جہنمی بناتا ہے یعنی لوگوں کے جنتی اور جہنمی ہونے کا ارادہ ہو چکا۔قیامت میں صرف اس کا ظہور ہوگا۔ہر ایک کے متعلق قلم چل چکا ہے یہ مطلب نہیں کہ جس نیک کار کو چاہے جہنمی ہو چکا اور جس کو وہ جنتی ہونا چاہ چکا وہ جنتی ہو چکا۔اب اس کا برعکس ہونا اس آیت کے خلاف ہوگا۔

اعتراض (۲۳)......قرآن کریم فرمارہا ہے کہ کفار نے نبی ﷺ سے مطالبہ کیا کہ لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً۔الایۃ۔

یعنی ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ زمین سے چشمے جاری نہ کردیں یا آپ کے پاس کھجور وانگور کا باغ نہ ہو جس کے بیچ میں نہریں ہوں۔الخ اس کے جواب میں فرمایا گیا۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولاً۔کہ سبحان اللہ میں تو صرف رسول بشر ہوں مجھ میں یہ طاقت نہیں اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ نبی میں کوئی طاقت اور زور نہیں بندہ مجبور ہیں ورنہ انہیں یہ معجزے دکھا کر مسلمان کر لیا جاتا۔دوسرے یہ کہ پانی کے چشمے بہانا۔

باغ اگانا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے نبی ولی کا نہیں۔اسی طرح بیٹی بیٹا بخشا عزت ذلت دینا مرادیں پوری کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے کسی کو ان چیزوں کا وسیلہ ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔

جواب:۔ نبی اس سے کہیں زیادہ طاقت ہے یہ کہو کہ ان کے مطالبہ پر اپنی طاقت دکھائی نہیں کیونکہ وہ ایمان لانے کی نیت سے یہ

مطالبہ نہ کرتے تھے بلکہ نبی کا زور آزمانے کے لیے کرتے تھے اور جس قوم نے نبی کا زور آزمایا وہ مٹادی گئی۔ فرعون نمرود قوم عاد و ثمود ان سب نے نبی کا زور دیکھنا چاہا زور دکھایا گیا مگر وہ ایمان نہ لائے ہلاک ہوگئے حضور ﷺ کا ان کے یہ مطالبے پورے نہ فرمانا رحمت کی بنا پر ہے۔ ورنہ وہ تو زمین سے چشمے نکالنے کا مطالبہ کرتے تھے حضور ﷺ نے انگلیوں سے چشمے بہا دیئے۔ وہ تو کھجور و انگور کے باغ کا مطالبہ کرتے تھے حضور ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا۔ ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹایا۔ کھاری کنوئیں کو میٹھا بنایا لکڑیوں کنکریوں سے اپنا کلمہ پڑھوایا۔ فقیروں کو بادشاہ بنا دیا جس کو چاہا غنی کر دیا۔

ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

بوریا ممنونِ خوابِ راحتش — تاجِ کسریٰ زیرِ پائے امتش

غرضیکہ ہونا ہونا اور چیز ہے اور دکھانا کچھ اور۔ اور اس آیت میں طاقت نہ دکھانے کا ذکر ہے ان سرکش کافروں کو تاکہ ہلاک نہ ہو جائیں۔

خاتمہ

حقیقت یہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کو خدا نے گمراہ کر دیا۔ ان کی شامت آگئی ہے اس لئے تمام وسیلوں سے منہ موڑ رہے ہیں جسے خدا ہدایت دیتا ہے وہ ولی اور مرشد کے دامن میں رہتا ہے اور جسے رب گمراہ کرتا ہے اس کا نہ ولی نہ مرشد۔ رب فرماتا ہے۔ **ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشدا۔** جسے رب گمراہ کردے اس کے لئے نہ تم کوئی ولی پاؤ گے نہ مرشد یہ بے پیرے بے نورے درگاہ الٰہی سے نکالے ہوئے ہیں۔ یہ ساری باتیں اسی سبب سے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر نئے مذہب سے بچیں اسی راستے پر رہیں جو اب تک اللہ کے نیک بندوں کا ہے بے سمجھے بوجھے قرآن کا ترجمہ گمراہی کا راستہ ہے رب فرماتا ہے۔ **یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا۔** رب تعالیٰ اس قرآن سے بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہت کو گمراہ کر دیتا ہے ہدایت ملنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ اچھوں کے ساتھ رہو رب فرماتا ہے **یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین۔** اے مسلمانوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو ہمیں سورہ فاتحہ میں یہ دعا مانگنے کی ہدایت فرمائی۔ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔** اے مولیٰ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے (یعنی قائم رکھ) ان بندوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ یعنی نبیوں صدیقوں شہداء اور صلحاء کے راستہ پر قائم رکھ۔ آج ہر چکڑالوی ہر قادیانی ہر دیوبندی وہابی ہر بے دین قرآن کریم بغل میں دبائے پھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ قرآن کی رو سے ہیں سچا ہوں جیسے کہ یزیدیوں سے بے سوچے سمجھے نفسانی خواہش سے قرآن پڑھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر یہ آیت چسپاں کی **فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر اللہ** یعنی جو بادشاہ اسلام سے باغی ہو جائے اس سے جنگ کرو یہاں تک کہ رجوع کرے انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو باغی اور یزید پلید کو بادشاہ اسلام بنایا غرضیکہ بے سمجھے قرآن کے ترجموں نے بہت لوگوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے اگر چاہتے ہو کہ دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤ تو اسی راستہ پر چلو جو اولیائے کرام اور علمائے عظام کا راستہ ہے اور اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

آج سوائے مذہب اہل سنت کے کسی فرقہ میں اولیاء موجود نہیں معلوم ہوا کہ یہی جماعت حق پر ہے جب تک دین موسوی منسوخ نہ ہوا تھا بنی اسرائیل میں ہزار ہا ولی ہوئے جب وہ منسوخ ہو گیا اب ان میں کوئی ولی نہیں۔ حضرت مریم۔ اصحاب کہف آصف بن برخیا جن کے قصے قرآن شریف میں مذکور ہیں سب بنی اسرائیل کے ولی تھے جریج اسرائیلی کی ولایت کا یہ حال تھا کہ اس نے چار سال کے بچہ سے

اپنی پاکدامنی کی گواہی لے لی مگر بتاؤ جب سے یہ دین منسوخ ہوا اب کوئی یہودی عیسائی ولی ہوا۔ جب ان میں ایمان ہی نہیں تو ولایت کہاں سے آوے اسی طرح آج سوائے مذہب اہل سنت کے کسی فرقہ میں ولی نہیں کوئی دیوبندی ولی نہیں۔ کوئی قادیانی چکڑالوی غیر مقلد ولی نہیں ادھر دیکھو کہ حضور غوث پاک سرکار بغداد ہم میں حضور خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہم میں، حضور خواجہ بہاؤالدین نقشبند ہم میں۔ حضور شیخ شہاب الدین سہروردی ہم میں گزرے ہیں اب بھی مذہب اہل سنت میں ہزار ہا اولیاء جلوہ گر ہیں۔ حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب جلال پوری حضرت خواجہ مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اعلیٰ حضرت بریلوی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی اور تمام گدی والے حضرات ہماری ہی جماعت میں ہیں۔ یہ تمام حضرات پکے سنی متقی وسیلہ کے قائل۔ نیاز۔ عرس۔ فاتحہ۔ میلاد شریف پر عامل رہے۔ ان اولیاء کرام کا ہم میں ہونا مذہب اہل سنت کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے آج تمام فرقوں کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ اپنے مذہبوں میں اولیاء دکھائیں۔ ولی کی پہچان قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ خلقت انہیں ولی مانے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ان کے لئے دنیا و آخرت میں خوشخبری دنیا کی خوشخبری عام لوگوں کا ان کی طرف جھکنا۔ اور آخرت کی خوشخبری ملائکہ کا انہیں مبارکباد دینا قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دے گا۔ جن بزرگوں کے نام ہم نے گنائے ہیں ان کو عام خلقت ولی مانتی ہے چونکہ دیوبندیوں میں کوئی نہیں اس لیے وہ اولیاء اللہ کو گالیاں دینے لگے۔ جیسے قادیانیوں کے مسیح موعود مرزا میں کوئی کرامت یا معجزہ نہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرنے لگے۔ بہرحال مسلمان اس فقیر کے اس قاعدہ کو یاد رکھیں کہ وہی راستہ اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج کل کی زہریلی ہواؤں سے ان کا ایمان محفوظ رہے گا گلدستہ کی گھاس پھولوں کے وسیلہ سے بادشاہوں کے ہاتھ میں پہنچ جاتی ہے بادام کے چھلکے مغز کے ساتھ تلتے ہیں مگر علیحدہ ہو کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کتابوں سے علم و حکمت ملتا ہے لیکن دین کسی کی نظر سے نصیب نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر — علم و حکمت از کتب دیں از نظر

کیمیا پیدا کن از مشت گلے — بوسہ زن بر آستانِ کاملے

دین صرف کتابوں سے نہ ڈھونڈو کتابوں سے صرف علم ملتا ہے اور دین کامل کی نگاہ کرم سے۔ اپنے جسم کو کیمیا بنالو اس طرح کہ کسی کامل کے آستانہ پر ادب سے بوسہ دو۔

اگر قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ لینے سے دین مل جاتا تو ابوجہل ابولہب اور ابلیس اول درجہ کے مومن ہوتے کیونکہ یہ ترجمہ جانتے تھے صرف نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض حاصل نہ کیا مارے گئے۔

آؤ ہم مثنوی شریف کا ایک قصہ سنا کر رسالہ کو ختم کریں تاکہ وسیلہ اولیاء کا رسالہ ولی کامل کے ذکر پر ختم ہو۔

حکایت

مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کے زمانہ میں بسطام شریف میں ایک رنڈی آگئی جس کے حسن و جمال اور خوش آواز پر خلقت عاشق ہوگئی مسجدیں خانقاہیں خالی ہوگئیں اور رنڈی کے گھر تماشائیوں کا ہر وقت میلہ لگا رہتا۔ کسی شخص نے حضرت سلطان العارفین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت آپ

کے زمانہ اور آپ کے شہر میں ایسا فسق و فجور۔ حضور نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس شخص نے سارا ماجرا عرض کر دیا۔ فرمایا ہمیں اس رنڈی کا مکان بتاؤ آپ مصلے اور لوٹا لے کر اس کے گھر پہنچ گئے تمام تماشائی آپ کو دیکھ کر غائب ہو گئے آپ نے اس رنڈی کے دروازے پر مصلے بچھا دیا۔ اور نوافل شروع کر دیئے۔ جو ادھر آتا آپ کو دیکھ کر لوٹ جاتا۔ یہاں تک کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا اور کسی کے آنے کا خطرہ نہ رہا۔ تو آپ نے اس رنڈی سے پوچھا تیری روزانہ کی آمدنی کتنی ہے اس نے بتائی آپ نے اتنی نقدی مصلے کے نیچے سے نکال کر اس کے حوالے کر دی۔

فقیروں کی جھولی میں ہوتا ہے سب کچھ　　مگر چاہیئے ان سے لینے کا ڈھب کچھ
بہت جانچ لیتے ہیں دیتے ہیں تب کچھ

پھر آپ نے اسے فرمایا کہ اب تیری یہ رات ہم نے خرید لی کیونکہ تیری اجرت دیدی اس نے عرض کی کہ ہاں بے شک پھر حضور نے فرمایا اچھا اب ہم جو کہیں تو وہ کر۔ بولی بہت اچھا آپ نے فرمایا وضو کر کے دو نفل کی نیت کر۔ غرضیکہ اسے نماز میں کھڑا کر دیا۔ جب تک اس نے قیام کیا وہ رنڈی تھی۔ رکوع میں گئی تو رنڈی تھی قومہ کیا تو رنڈی تھی مگر جب سجدہ میں گئی ادھر تو اس کا سر سجدہ میں جھکا اور ادھر سلطان العارفین کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے مولانا فرماتے ہیں کہ آپ نے بدرگاہ خدا عرض کیا۔

آنچہ کار من بود آخر کردمش　　کز زنا سوئے نماز آوردمش

اے مولیٰ تو قوی میں ضعیف تو رب میں بندہ مجھ عاجز کمزور اور ضعیف بندے کا تو اتنا ہی کام تھا کہ فاسقہ کو زنا سے ہٹا کر تیرے دروازے پر جھکا دیا اگلا کام تیرا ہے کہ تو اس جھکے ہوئے سر کو قبول کرے یا رد کرے پھر عرض کیا کہ اگر تو نے اس کو رد کر دیا تو میری بدنامی ہو جائے گی کہ لوگ کہیں گے سلطان العارفین تجھے کیا دے گئے۔

بر درت آوردہ ام من اے خدا　　قلبہا قلب طفیل مصطفیٰ

یہ نہ دیکھ کہ آنے والا کون ہے مولیٰ یہ دیکھ کہ لانے والا کون ہے اگر چہ آنے والی ایک فاسقہ ہے لیکن لانے والا میں گنہگار ہوں اس لئے اس ہرے گنبد والے کالی زلفوں والے محبوب ﷺ کے صدقہ اس کے دل کا رخ بدل دے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ فاسقہ ولیہ بن گئی پھر بعد میں اس کے دوست اسے بلاتے تو وہ اندر سے کہلا بھیجتی کہ اب میں نے ان آنکھوں سے سلطان العارفین کو دیکھ لیا جو سلطان العارفین کو دیکھ لے وہ کسی کو نہ دیکھے۔

سورج کی شعاعیں کی آتشی شیشہ کے ذریعہ کسی کپڑے پر ڈالی جائیں تو وہ کپڑا جل جاتا ہے اگر یہ آتشی شیشہ درمیان میں نہ ہو۔ تو جلن پیدا نہیں ہوتی مدینہ کے سورج ﷺ کی نورانی شعاعیں بغداد والے یا اجمیر والے شیشہ کے ذریعہ دل پر ڈالو تا کہ تپش اور درد پیدا ہو۔ یہ درد دل وہ چیز ہے جس کے سبب انسان فرشتوں سے افضل ہو۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

احقر العباد

احمد یار خاں

سرپرست: مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات